بسم اللہ الرحمن الرحیم
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار
رضی اللہ عنہم
لاہور
زیر نگرانی
قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدّام اہلسنت کی دُعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانیٔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۴ھ — ۲۶ فروری ۱۹۷۵ء

خدایا اہلِ سُنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و مہر و محبت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختمِ نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو[1]

تو سب خُدّام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت۔ محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر اک سُنّی مسلماں ختم ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پہ تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری [illegible]

---

[1] الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دو نو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریک خدام اہل سنۃ والجماعۃ
کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

جلد: ۲ شمارہ: ۴ بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے، فی پرچہ: ۵ روپے

زیرِ سرپرستی

پیر طریقت، وکیلِ صحابہؓ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
فون: ۲۸۵۸ چکوال

مدیرِ مسئول

حکیم حافظ محمد طیب
فون: ۴۱۶۱۰۷ لاہور

ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
نومبر ۱۹۸۹ء

سالانہ بدلِ اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹرڈ

ممالک	بدلِ اشتراک
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۲۳۰/- روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ	۱۸۰/- روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت	۱۵۰/- روپے

خط و کتابت کا پتہ
دفتر ماہنامہ "حق چاریارؓ" مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

ایڈیٹر و پبلشر حکیم حافظ محمد طیب نے مطبع افضل شریف پرنٹرز اردو بازار لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حق چاریار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔ فون: ۴۱۶۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شمارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھدنا الصراط المستقیم

معجزاتِ نبوی اور عصرِ حاضر

ربیع الاوّل کے شمارے میں بعنوان" رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مقبولیت۔ کائناتِ عالم کی شہادتیں" ایک مضمون مخدوم العلمار حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بانی دارالعلوم کراچی کا شائع ہؤا تھا جس میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات کا بیان تھا جو دورِ رسالت کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہے۔ اب ہم یہاں ان معجزاتِ نبویؐ کا ذکر کریں گے جن کا ظہور پاکستان میں ہؤا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السّلام کے معجزات ان کی نبوت کے لیے ایک مستقل دلیل ہوتے ہیں کیونکہ معجزہ وہ فعل ہے جو کسی پیغمبر علیہ السّلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے لیکن اس میں اسباب کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ محض خالقِ کائنات کی قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مدّعی نبوت اپنے دعوے میں سچے ہیں کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی بھی اس فعل پر قادر نہیں ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا معجزہ عصا، کہ آپ کا عصا زمین پر پھینکنے سے اژدھا بن جاتا تھا اور جب آپؑ پکڑتے تھے تو وہ عصا بن جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ لکڑی کو اژدھا بنانے والا اور اژدھا کو لکڑی بنانے والا محض اللہ تعالیٰ ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ وھو علیٰ کل شی قدیر۔

(۲) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّن ہیں۔ آپؐ کی نبوت سب سے بڑی نبوت ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ ولادتِ نبویؐ کے بعد سلسلہ نبوّت ختم ہے یعنی اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت مرتبہ کے لحاظ سے بھی آخری نبوت ہے کیونکہ نبوّت و رسالت کے سارے کمالات آپ کو عطا فرما دیئے ہیں۔ آپ آفتابِ رسالت ہیں۔ تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سب سے بڑی نبوت ہے اور قیامت تک کے لیے ہے تو آپؐ کو

معجزات بھی عظیم الشان عطا فرمائے گئے اور آپؐ کے حسی معجزات بھی قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور آپؐ کو جو قرآن مجید عطا فرمایا گیا ہے بہت بڑا علمی معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ آیت اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن کے تحت حق تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ اٹھالیا ہے۔ اصلی قرآن اُمت کے ہاتھوں میں قیامت تک رہے گا اور اس میں دشمنانِ اسلام کی طرف سے تحریف و تبدیلی کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔

پاکستان اور معجزاتِ نبویؐ

اس سلسلے میں ہمیں جو معلومات حاصل ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) انڈوں پر اسمائے مبارکہ: چکوال میں ایک ریلوے سٹیشن ماسٹر خان فتح الرحمٰن صاحب رہے ہیں جو علاقہ تالاش بمقام بخشی خان تحصیل تیمر گرہ ضلع دیر کے رہنے والے تھے اور متشرع آدمی تھے نماز جمعہ وہ عموماً مدنی جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو نمازِ جمعہ کے بعد مجھے دو انڈے دکھائے جوان کی مرغی نے یکے بعد دیگرے ۲۹ اور ۳۰ دسمبر کو دیئے تھے جس میں سے ایک پر اللہ اور دوسرے پر محمدؐ قدرت کی قلم سے لکھا ہوا تھا۔ یہ دونوں انڈے ہم نے ایک بکس میں بند کر لیے تھے جس کے اوپر شیشہ لگا ہوا ہے اور اب تک محفوظ ہیں۔ اس معجزہ کی تفصیل میں نے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روئداد (۶ مئی ۱۹۸۱ء تا ۱۲ اپریل ۱۹۸۲ء) میں بھی شائع کر دی تھی۔

(۲) ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء کو بمقام اڈھروال نزد چکوال اپنے عزیزوں کے ہاں توے پر روٹی ڈالی گئی تو اس کے اوپر نمایاں طور پر اللہ اور محمدؐ کے اسمائے مبارکہ بن گئے۔ یہ روٹی بھی ہمارے پاس اب تک موجود ہے اور اس کا عکس بھی لے لیا گیا ہے۔

(۳) چکوال میں ہی کسی نے بینگن کاٹا تو اس کے دونوں حصوں پر اللہ ظاہر ہوا۔ اس کا عکس بھی موجود ہے۔

(۴) کراچی میں ایک تربوز پر اسم مبارک محمدؐ قلم قدرت سے لکھا گیا ہے جس کا عکس امروز ۱۵ جون ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ یہ بھی موجود ہے۔

(۵) کھاریاں ضلع گجرات میں ایک تربوز پر اسم محمدؐ ظاہر ہوا جس کا عکس نوائے وقت راولپنڈی ۱۰ جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

(۶) لاہور میں محمد طفیل صاحب قریشی ایس آر او ۲۲ ای ایف پی سی ایس آئی آر لیبارٹریز فیروز پورہ لاہور کی کوٹھی میں ایک ٹماٹر پر اسم اللہ بہت نمایاں طور پر نمودار ہوا تھا جس کا عکس ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس کی تاریخ محفوظ نہیں رہی۔

(۷) پاکستان کے علاوہ ترکی میں شہد کی مکھیوں کے چھتہ میں اسم اللہ صاف صاف بنا ہوا تھا، جس کا عکس روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ اگست ۱۹۸۴ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ میں شائع ہوا تھا جو ہمارے پاس موجود ہے اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ: شہد کی مکھیوں نے اس انداز سے چھتہ تعمیر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نام رقم ہو گیا۔ قدرت کے اس کرشمے کی یہ تصویر ترکی کے ایک سائنسدان نے کھینچی۔

(۸) شیخوپورہ (پاکستان) میں ایک درخت پر چار یار رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت سے پاکستان اور ترکی میں اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش معجزانہ طور پر جس طرح قائم فرمائے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے واضح دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا ہی دین کی اصل بنیاد ہے۔ اور کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں انہی کا اقرار کیا جاتا ہے اور اذانِ اسلام میں بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی کی شہادت دی جاتی ہے یہی اصلی کلمہ اسلام اور یہی اصلی اذان اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایات دیں جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت میں غلو کر کے کلمہ اور اذان دونوں میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلافصل کا من گھڑت اضافہ کر لیا ہے۔

(۹) توحید و رسالت کا نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ جنتی جماعت نے اطرافِ عالم میں پھیلایا ہے جن کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی سند حاصل ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نافذ کردہ اسلامی نظامِ حکومت کی پیروی میں دَورِ رسالت کے بعد قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نصرتِ خداوندی سے اسلام کا ایک معیاری نظامِ حکومت قائم فرمایا جو قیامت تک کے مسلم حکمرانوں کے لیے واجب الاتباع ہے۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معجزانہ

ارشاد میں فرمایا کہ:

من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (مشکوٰۃ شریف)

میرے بعد تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس اس وقت تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (طریقے) کی پیروی لازم ہے

بہر حال کتاب و سنت سے تو خلفائے راشدینؓ اور ان کی اتباع کا ثبوت پایا جاتا ہے لیکن حق تعالےٰ نے جس طرح اپنے قلم قدرت سے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسمائے مبارکہ نقش فرمائے ہیں اسی طرح اس نے معجزانہ طور پر ایک درخت کے تنہ پر چار یارؓ کے نام بھی نقش کیے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ مئی ۱۹۸۲ء میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ:

قدرت کا کرشمہ۔ برنے کے درخت پر خلفائے راشدینؓ کے اسمائے گرامی ابھر آئے۔

شیخوپورہ کے میونسپل باغ میں زائرین کا ہجوم۔ ۲ مئی۔ مقامی میونسپل باغ میں خلفائے راشدینؓ کے اسمائے گرامی کی زیارت کے لیے زائرین اب شہر کے علاوہ نواحی دیہاتوں اور قصبات سے بھی جوق در جوق شیخوپورہ آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہ اسمائے گرامی بلدیہ کے دفتر کی عمارت سے ملحقہ پلاٹ میں ایک برنے کے درخت کے تنے پر قدرتی طور پر واضح الفاظ میں اوپر سے نیچے بالترتیب ابوبکر صدیق، عمر فاروق عثمان، علی ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ علمائے کرام اور معززین شہر نے ان اسمائے گرامی کو قدرت کا کرشمہ قرار دیا ہے۔ زائرین میں مسجد لوز غلہ منڈی کے خطیب فقیر سلطانی مولانا غلام رسول، مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا مقبول الرحمٰن، نامور عالم دین مولانا عبیداللہ انور (لاہور) مولانا محمد اجمل (لاہور) سید امین گیلانی، چیئرمین بلدیہ چوہدری محمد اقبال ڈار، کونسلرز، ضلعی انتظامیہ کے اراکین اور عام شہری شامل ہیں۔ ان اسمائے گرامی کا انکشاف گزشتہ روز سابق طالب راہنما سید ارشد ہاشمی نے کیا جو صبح سویرے باغ میں سیر کے لیے جا رہے تھے کہ اچانک ان کی نظر درخت کے تنے پر پڑی جہاں صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی قدرتی طور پر اُبھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ چنانچہ ارشد ہاشمی نے فوری طور پر مقامی علمائے کرام کو آگاہ کیا جنہوں نے باغ میں پہنچ کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیا۔ یہ اطلاع جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً شہر میں پھیل گئی۔ اسمائے گرامی کی حفاظت کے لیے سردست ان پر سفید پلاسٹک کی شیٹ چڑھا کر

آگے جالی نصب کردی گئی ہے اور درخت کے تنے کے ارد گرد حفاظتی باڑ قائم کی گئی ہے الخ

(۲) روزنامہ امروز لاہور ۳ مئی ۱۹۸۲ء میں بھی یہ خبر شائع ہوئی۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ :

چیئرمین بلدیہ چودھری محمد اقبال ڈار موقع پر پہنچ گئے۔ انہوں نے درخت پر صحابہ کرامؓ کے اُبھرے ہوئے نام دیکھے اور انہیں بلاشک وشبہ درست قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ شیخوپورہ کے عوام کے لیے بالعموم اور ارکان بلدیہ کے لیے بالخصوص یہ حیرت انگیز واقعہ راہِ حق دکھانے کے لیے ہے اور ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے جو اقدامات کیے جا رہے ہیں ان کی اللہ پاک کے ہاں منظوری کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اگلے روز ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل راجہ محمد عقیل اسسٹنٹ کمشنر پرویز خسرو ملک اور دیگر حکام نے بھی معائنہ کیا۔ ضروری انتظامات کے لیے ہدایات جاری کیں۔ درخت میونسپلٹی کی ملکیت ہے۔ اس پر کسی فرقہ یا شخص کی اجارہ داری نہیں الخ

نوائے وقت اور امروز لاہور میں اس درخت اور اسمائے گرامی کے فوٹو بھی شائع ہوئے تھے۔ نوائے وقت کے فوٹو میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ابو بکر صاف نظر آتا تھا۔

مدنی جامع مسجد کی قرارداد

اخبارات میں شائع شدہ ان خبروں کے بعد راقم الحروف خادم اہلسنت اور حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی امیر تحریک خدام اہلسنت صوبہ پنجاب مع جماعتی رفقاء کے ۴ مئی کو شیخوپورہ پہنچے۔ وہاں کے ارشد ہاشمی صاحب اور محمد اکرم صاحب ناز وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی اور درخت کے تنے پر خلفائے راشدینؓ کے اسمائے گرامی صاف اُبھرے ہوئے دیکھے۔

حق چار یارؓ کیمپ

ہم نے شیخوپورہ میں محسوس کیا کہ ممکن ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا کوئی دشمن موقع پا کر ان اسمائے گرامی کو مٹانے کی ناپاک کوشش کرے۔ اس لیے ہم نے وہاں حق چار یارؓ کیمپ قائم کر دیا اور باری باری خدام کے دستے حفاظت کے لیے وہاں بھیجے اور حق چار یارؓ کا وہاں بورڈ بھی آویزاں کر دیا۔

مدنی جامع مسجد کی قرارداد

مدنی جامع مسجد چکوال میں جمعہ کے موقع پر ہم نے ایک مفصل قرارداد پاس کی جس میں مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کو عموماً اور خدام اہلسنت کو خصوصاً مبارکباد دی گئی تھی جنہوں نے ایک مستقل تحریک کے ذریعہ پاکستان میں خلافت

راشدہ اور حق چار یارؓ کی گونج پیدا کی ہے۔ اس قرارداد میں ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ: مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان کی خدمت میں مُبارک باد پیش کرتے ہوئے ان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ خلفائے راشدینؓ کے حق میں اس عظیم الشان کرامت کے ظہور کے بعد ان مبارک ناموں کی حفاظت کا خصوصی طور پر انتظام فرمائیں اور اس باکرامت درخت کو پاکستان کے مخصوص آثار مبارکہ میں شمار فرمائیں۔"

خدام اہلسنت چکوال کی اس قرارداد کا خلاصہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۱ مئی ۱۹۸۲ء میں بھی شائع ہوا تھا اور قرارداد مع فوٹو اسمائے گرامی ہم نے بصورتِ اشتہار بھی شائع کی تھی۔

درخت کے اردگرد حفاظتی جنگلہ

خدام اہلسنت کے مطالبہ اور حق چار یارؓ کیمپ لگانے کے نتیجہ میں بلدیہ شیخوپورہ کے خصوصی اجلاس محترم اے سی صاحب، آر ایم صاحب، مولانا مقبول حسین صاحب، مولانا فقیر سلطانی صاحب، چیئرمین چودھری محمد اقبال صاحب ڈار سید ارشد ہاشمی صاحب اور محمد اکرم صاحب ناز وغیرہ کے علاوہ "حق چار یار کیمپ" کے نگران حاجی احمد حسین صاحب ناظم دفتر مدنی جامع مسجد چکوال بھی اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ حفاظت کے لیے وہاں حق چار یارؓ کیمپ ایک مہینہ تک رہا۔ چکوال سے خدام کے آٹھ قافلے شیخوپورہ باری باری گئے تھے۔ آخری آٹھواں قافلہ حفاظتی جنگلہ کی تکمیل کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو مولوی محمد شریف صاحب عابر (جہلم) کی قیادت میں کامیابی کے ساتھ واپس لوٹا وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔ حفاظتی جنگلہ کے علاوہ خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کے سامنے ایک موٹا شیشہ فٹ کر دیا گیا تھا جس سے اسماء صاف نظر آتے تھے اور اس خوبصورت سبز جنگلے کے چاروں طرف حق چار یارؓ کی پلیٹیں بھی لگا دی گئی تھیں۔ دُور دُور سے لوگ زیارت کے لیے آتے رہے۔ بعض فوجی بھی دیکھنے کے لیے آئے۔

مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی زید فیضہم بھی تشریف لائے تھے اور آپ نے تاثرات کے رجسٹر پر حسب ذیل رائے گرامی تحریر کی تھی:

بسملاً و محمداً و مصلیاً و مسلماً۔ آج ۱۵ شعبان ۱۴۰۲ھ احقر قدرتِ الٰہی کے اس فیصلہ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ درخت کی بے زبانی کی زبان سے خلفائے راشدینؓ اور ان کی

ترتیب کو قدرتِ الہٰی سے وجود میں آکر مسلمانوں میں ایک اختلافی خلفشار کا قدرتی فیصلہ تمام عالم کو ثابت کردیا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اس کے فوٹو بھی طبع ہوئے، اخباروں اور مجلّوں میں شائع ہوئے اور جس کا جی چاہے آکر اس قدرتی فیصلہ کے مشاہدے سے سبق لے لے۔ اگر اب بھی کسی کی آنکھ نہ کھلے تو فرمائیے کہ قصور کس کا ہے، غلطی کس کی ہے، کم نصیبی کس کی ہے؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی آنکھیں کھولیں اور حق کے فیصلوں اور اس قدرتی فیصلہ سے نجات کی راہ حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق حسن طلب کرنی چاہیئے۔ والسلام۔

اور رائے ونڈ (تبلیغی مرکز) سے حضرت مولانا ابو سعید جمیل احمد صاحب میواتی دہلوی یکم شعبان ۱۴۰۷ھ کو وہاں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بھی ایسے تأثرات لکھے۔ اور بھی کئی حضرات علماء تشریف لائے۔ بخوفِ تطویل ہم یہاں اس کی تفصیل نہیں لکھتے۔ مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روئداد میں تفصیلات درج کر دی گئی ہیں۔

سید آمین گیلانی کا قطعہ

مشہور شاعرِ ختم نبوت جناب سید امین گیلانی صاحب نے (جو شیخوپورہ ہی کے رہنے والے ہیں) حسبِ ذیل قطعہ موزوں کیا تھا ؎

نبیؐ کے یارؓ ہیں چاروں ہی اس میں شبہ نہ کر
یہی پیام تجھے حق پرست دیتے ہیں
یہ معجزہ بھی نہیں ہے تیرے لیے کافی
کہ اہلِ حق کی گواہی درخت دیتے ہیں

اظہر ہاشمی

تحریکِ خدام اہلسنت کے شاعر جناب اظہر ہاشمی صاحب کے اشعار حسبِ ذیل ہیں:

بحمد اللہ خدا نے راہ دکھا دی رہگذر کو — فقیروں کو مریدوں کو مشائخ اور پیروں کو
اگر سمجھو مسلمانو مرتّل کی لکیروں کو — پتہ دیتی ہے منزل کا یہ ظلمت کے اسیروں کو

مسلمانو چلو مل کر شجر کے سائے میں آؤ — یہ کیا آواز آتی ہے ذرا کانوں کو پھیلاؤ
صحابہؓ ایک ہی وحدت تھے تم بھی ایک ہو جاؤ — یہی پیغام حق ہے تم مسلمانو کو پہنچاؤ

یہ ہیں خالقِ کائنات کی قدرت کے کرشمے کہ معجزانہ طریق سے ان بندوں کی رہنمائی کی جا رہی ہے اور شیخوپورہ کے درخت کے تنے پر چار یارؓ کے اسمائے گرامی کا اُبھار تو خصوصی طور پر مذہب اہل سنت والجماعۃ کے عقیدۂ خلافت راشدہ موعودہ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔ یہ اسمائے مبارکہ گو کہ اب مدہم سے ہو گئے ہیں لیکن اب تک حفاظتی جنگلہ کے اندر اندر محفوظ ہیں۔ اس قسم کے قدرت کے کرشموں کے ظہور میں سُنّی مسلمانوں کے لیے تنبیہ بھی ہے کہ کہیں توحید و رسالت اور قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کی تبلیغ میں غافل نہ ہو جائیں۔ ان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اس فانی زندگی میں زیادہ سے زیادہ جدوجہد کریں۔ حق تعالیٰ ہم سب کو ان دینی حقائق کی تبلیغ و نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

نظام خلافتِ راشدہ زندہ باد

والسلام — خادم اہلسنّت مظہر حسین غفرلہٗ

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

حمدِ باری

تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

بہ ہر طرف اُسی کی ہے ضیا، ہے وہی مَلِکِ دَغَنی مہرباں و نصیر!
محیط اُس کا علم، ہے وہ علام، نہیں اُسے دشوار کوئی بھی کام!
ہوئے ہیں اُس کے حکم سے، یہ سب ارض و فلک و مہ و آفتابِ مُنیر!

بیچین رجپوری (بدایونی)

فدایانِ اسلام حضرات صحابہ کرام رضؓ کی
داستانِ خون چکاں

حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب (راولپنڈی)

جب افقِ مکّہ پر توحید کی برق تجلی چمکی، نورِ حق کا اجالا ہُوا اور ابھی آفتابِ عالمتاب رسالت کی روپہلی کرنیں پھوٹی ہی تھیں کہ خیرہ چشموں کی آنکھیں تابِ نظارہ نہ لاسکیں اور ہر چہار جانب سے ظلم و ستم کے خوفناک بادل اُمنڈنے لگے۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نورِ حق کی رُوح پرور روشنی کفر و طغیانی کی تاریکیوں میں ماند پڑجائے گی۔ اگرچہ دعوتِ حق کو مٹانے کے لیے ہر طرف سے مخالفت کے طوفان بپا تھے مگر سیلِ صداقت برابر بڑھتا گیا حتیٰ کہ ریگستانِ عرب کو رشکِ گلزار بنا دیا۔

رسوخِ عزم، قوتِ ارادہ اور شدّتِ عمل انسان کے اصلی جوہر ہیں جو بے حد قابلِ قدر اور لائقِ صد تحسین ہیں لیکن انہی اوصاف کا رُخ بدل جائے تو وہ سخت بے دلی، بے رحمی، درندہ طبعی اور سفاکی کا مہیب قالب اختیار کر لیتے ہیں۔

جب اسلام کی روح پرور ضیاء سے صدیوں کے زنگ آلود دل مستنیر ہونے لگے اور ایمان کی لازوال دولت سے اکابرین و عمائدینِ قوم کے علاوہ غرباء اور ناتواں لوگ بھی بہرہ ور ہونے شروع ہوگئے تو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان کے قبیلہ نے اپنے حصارِ حفاظت میں لے لیا اور قریش کے غیض و غضب اور طیش کا دھارا بے یار و مددگار غریب اور نادار صحابہؓ کی طرف مڑ گیا۔ چند غلام اور کنیزیں، کچھ غریب الوطن جو دو ایک پشت سے مکّہ میں قیام پذیر تھے اور بعض کمزور قبیلوں کے افراد جو کسی قسم کے رعب و دبدبہ اور عظمت و اقتدار کے مالک نہیں تھے انہیں قریش نے جور و ستم کا تختۂ مشق بنا لیا۔ اگرچہ وہ لوگ شریف النفس، حلیم الطبع، راست باز، شیریں گفتار، وفا شعار اور پیکرِ صدق و صفا تھے لیکن قریش کے درندہ صفت انسانوں نے ان کے فطری اور اخلاقی محاسن سے صرفِ نظر کرکے انہیں ایسے کربناک جاں سوز و جاں گداز مظالم کی سانی پر چڑھایا جن کے تصور سے

بکھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ان کے جس جرم بے گناہی کی سزا دی جا رہی تھی وہ صرف یہی تھا کہ وہ خدائے وحدہ لاشریک کی یکتائی پر دل و جان سے فدا تھے۔

وما نقموا منهم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید — اور وہ ان سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا

اور وہ زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے ؎

خونے نہ کردہ ایم کسے را نہ کشتہ ایم — جرم ہمیں است کہ عاشقِ روئے تو گشتہ ایم

نشۂ اقتدار میں بدمست حکمرانوں، ظالم و جابر، صاحبِ ثروت و سطوت بادشاہوں اور تعدی و بربریت کے رسیہ فرماں رواؤں اور وڈیروں کے جور و جفا اور ظلم و ستم کی لامتناہی داستانیں تاریخ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے لیکن قریش نے ایسے ایسے کربناک اور اندوہ گیں انداز ستم ایجاد کیے جن پر آسمان بھی خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہو گیا، جن کی سنگینی پر زمین لرزہ براندام ہو گئی اور اس داستانِ خوں چکاں کو ضبطِ تحریر میں لانے سے قلم شکستہ ہو جاتے ہیں۔ جور و ستم کی تاریخ میں اس کی مثال پیدا کرنا یقیناً قریش کی یکتائی کی تحقیر ہو گی۔

اگرچہ مشکل نہیں تھا کہ مسلمانوں کے خس و خاشاک سے سرزمینِ عرب دفعتاً پاک کر دی جاتی لیکن قریش کا نشۂ انتقام اس سے اُتر نہیں سکتا تھا۔ مسلمان اگر اپنے مذہب پر قائم رہ کر پیوندِ خاک کر دیے جاتے تو اس میں جس قدر قریش کی تعریف نکلتی اس سے کہیں زیادہ زیادہ بیکسوں کا صبر و استقلال داد طلب ہوتا۔ ہاں قریش کی شان اس وقت قائم رہ سکتی تھی جب یہ لوگ جادۂ اسلام سے ہٹ کر پھر قریش کے مذہب کو اختیار کر لیتے لیکن وہ اس معاملہ میں اس قدر سخت جان واقع ہوئے تھے کہ قریش کے شدائد و مصائب ان کے پائے استقلال میں جنبش بھی نہ لا سکے۔

قریش کے جور و جفا کے عبرت ناک واقعات بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل دہل جاتے ہیں۔ عرب کی تیز دھوپ ریتلی زمین کو دوپہر کے وقت جلتے توے کی مانند بنا دیتی ہے اور قریش ٹھیک دوپہر کے وقت غریب مسلمانوں کو پکڑ کر اسی توے پر لٹا دیتے، چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹاتے اور اس وقت تک جنبش نہ کرنے

دیتے جب تک زخموں کی رطوبت آگ کو نہ بجھا دیتی، پانی میں غوطے دیتے، لوہے کو آگ میں گرم کرکے اس سے داغ دیتے، رسّی باندھ کر گھسیٹتے، نت نئے مظالم کے طریقے اختیار کرتے لیکن یہ تمام تر عبرت خیز سفاکیاں کسی ایک مسلمان کو بھی جادۂ ایمان سے برگشتہ نہ کر سکیں

باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ — پسِ پردہ رحمت ہے اور ظاہری
من قبلہ العذاب — طور پر عذاب

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن — خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کا ایسا عدیم النظیر مظاہرہ کیا جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے خاموش ہے۔ ان کے یہ کارہائے نمایاں صحیفۂ عالم پر نقشِ دوام بن گئے۔ انہوں نے قابلِ رشک قربانیاں دے کر گلشنِ توحید کو ابدی بہاروں سے ہمکنار کیا اور خونِ جگر سے تاریخِ اسلام کو تابندہ و درخشندہ بنا دیا۔

صحابہؓ کے اس مثالی کردار پر غیر مسلم مؤرخین بھی ہدیۂ تبریک پیش کیے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ ایک عیسائی مؤرخ رقمطراز ہے :

"عیسائی اسے یاد رکھیں تو اچھا ہوگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خصائل نے آپ کے پیروکاروں میں ایسا پختہ نشۂ دینی پیدا کیا جسے عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروکاروں میں تلاش کرنا حماقت ہے۔ جب عیسیٰؑ کو سُولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ ان کا نشۂ دینی ہرن ہوگیا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیے۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد جمع ہوگئے اور اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کُل دشمنوں پر آپ کو غالب کر دیا۔"

ان جگر فگار واقعات کی داستانِ خون چکا قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

امام المؤذنین بالصّلاۃ والفلاح سیدنا و مولانا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

آپ حبشی النسل تھے اور امیّہ بن خلف کے غلام تھے۔ گو ظاہری صورت کے لحاظ سے سیہ فام حبشی تھے لیکن آئینہ دل شفاف تھا۔ اسے ضیائے ایمان نے اس وقت منور کیا جب کہ وادیٔ بطحاء کی اکثر گوری مخلوق غرورِ حسن و زعمِ شرافت

میں ضلالت وگمراہی کی وادی میں بھٹک رہی تھی۔ جن معدودے چند خوش نصیب لوگوں نے داعیٔ حق کو لبیک کہا تھا ان سات "اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" میں آپ بھی شامل تھے۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ کمزور ہمیشہ سب سے زیادہ ظلم وستم کا آماجگاہ رہتا ہے۔ سیدنا بلال رضؓ کی ذاتی حالت اور بھی اس ناموسِ جفا کے شکار ہوئے۔ گوناگوں مصائب اور طرح طرح کے مظالم سے ان کے استقلال و استقامت کی آزمائش ہوتی۔ تپتی ہوئی ریت، جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے۔ مشرکین کے لونڈوں نے گلوئے مبارک میں رسیاں ڈال کر بازیچۂ اطفال بنایا۔ لیکن ان تمام روح فرسا وجاں گسل آزمائشوں کے باوجود توحید کا حبلِ متین ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ ابوجہل انہیں منہ کے بل جلتے سنگریزوں پر لٹا کر پیٹھ پر پتھر کی چکّی رکھ دیتا اور جب آفتاب کی تمازت بے قرار کرتی تو کہتا بلال رضؓ! اب بھی محمدؐ کے خدا سے باز آ جائے تو تیری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ ایسی کرب ناک حالت میں موت کی دیوی آپ کے سامنے ننگا ناچ کر رہی ہوتی تھی مگر آپ کے صبر و ثبات پر قربان جائیں ایسے نازک وقت میں بھی دہن مبارک سے اَحد، اَحد کی ایمان پرور صدا گونج رہی ہوتی تھی۔

موحد چہ بر پائے ریزی زرش   چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس   ہمیں است بنیاد توحید و بس

ابوجہل اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کبھی گائے کی کھال میں لپیٹتا اور کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھا دیتا لیکن ان روح فرسا جور و الم کے تناظر میں جنت کی ابدی نعمتوں کا دلربا نظارہ کرتے اور اَحد اَحد کا نغمہ ہی وردِ زبان ہوتا۔ ستم پیشہ مشرکین میں اُمیّہ بن خلف سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔ اس کی جدت طرازیوں نے ظلم وجفا کے کتنے ہی نئے طریقوں کو جنم دیا۔ جب وہ دیکھتا کہ بلال رضؓ کے عزم استقلال میں کوئی تزلزل ہی نہیں آتا تو گلے میں رسّی ڈال کر اوباش لڑکوں کے حوالے کر دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھریں لیکن اس وارفتۂ توحید کی زبان پاک سے "اَحد اَحد" کے سوا کوئی کلمہ نہ نکلتا۔

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک روز حسبِ معمول وادیٔ بطحا میں مشقِ ستم بنائے جا رہے تھے کہ سیدنا صدیق اکبر رضؓ اس طرف سے گزرے تو یہ انتہائی کرب ناک اور عبرت ناک منظر دیکھ کر دل بھر آیا اور امیّہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

الا تتقی اللہ فی ھذا المسکین — تو اس مسکین کے متعلق خدا سے نہیں ڈرتا
حتی متی انت — آخر یہ ظلم و ستم کب تک روا رکھے گا

امیہ نے کہا۔ "تم ہی نے اسے خراب کیا ہے۔ اب تم ہی اسے چھڑاؤ۔"

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ "بہت بہتر، میرا ایک غلام ہے جو نہایت طاقت ور اور تیرے دین پر قوت اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، اسے لے لو اور ایک خطیر رقم بھی لو اور بلالؓ کو میرے حوالے کر دو۔"

امیہ کو اور کیا چاہیئے تھا۔ وہ تو اس کا مصداق تھا "آم کے آم گٹھلیوں کے دام"۔ اسے ہم مذہب، قوی ہیکل، خوبصورت اور تعلیم یافتہ غلام مل گیا لیکن سیدنا صدیقؓ بھی عنداللہ اور عندالرسولؐ فائدہ ہی میں رہے اور ان کے دلی کیف و سرور کی ترجمانی شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے کس عمدگی کے ساتھ کر دی ہے

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا — سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

سیدنا صدیق اکبرؓ کا مطمعِ نظر اور حسنِ انتخاب کا معیار یہ حدیث پاک تھی

ان اللہ لا ینظر الی صورکم — اللہ تعالیٰ تمہاری شکل اور مال کو نہیں دیکھتے
واموالکم ولکن ینظر الی — بلکہ تمہارے دلوں کی نورانیت اور حسنِ اعمال
قلوبکم واعمالکم — کو دیکھتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی نگاہ سیاہ فام، حبشی نژاد غلام کی ظاہری شکل و صورت پر نہیں تھی بلکہ دولتِ ایمان سے لبریز اور معرفتِ حق سے معمور دل پر فریفتہ تھے۔ جس کی جبینِ نیاز خدائے بے نیاز ہی کے سامنے سجدہ ریز ہونے والی تھی اور جس کے قلبِ صافی میں حبِ رسولؐ اور آتشِ عشقِ رسولؐ ایسی شعلہ زن تھی جس نے آتشِ نمرود میں کود جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ شمع نبوت کا یہ پروانۂ جاں نثار اپنے عشق و محبت کا باایں الفاظ اظہار کرتا تھا ؎

زباں تا بود در دہاں جائے گیر — ثنائے محمدؐ بود دل پذیر

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صدیق اکبرؓ نے بلالؓ کی آزادی کا مژدہ جاں فزا سنایا تو آپؐ نے فرطِ مسرت میں ارشاد فرمایا۔ "ابوبکرؓ تم مجھے بھی اس میں حصہ دار بنالو۔" انہوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! اب تو میں آزاد کرا چکا ہوں۔"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے سیدنا بلال رضؓ کی آزادی پر اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار اس طرح فرمایا

ابوبکر سیدنا و اعتق — ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے

سیدنا یعنی بلالاً — سردار یعنی بلال رضؓ کو آزاد کرایا۔

مشرکین کے ظلم و استبداد سے سیدنا بلال رضؓ کی پشت مبارک پر ایسے دائمی نشانات ثبت ہو گئے تھے جو تا زیست قریش پر نوحہ خواں رہے۔ آپ جب کبھی برہنہ پشت ہوتے تو وہ انمٹ نقوش داستانِ جور و جفا کی عکاسی کرتے اور ان کے شاندار صبر و استقلال پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے تھے۔

اللہ جل شانہٗ جب کبھی جلالی شان کی جھلک دکھاتے ہیں تو پھر بڑوں بڑوں کے سر نگوں ہو جاتے ہیں۔ نمرود ایک حقیر سے مچھر کے ذریعہ پاش پاش ہو جاتا ہے، ابرہہ کے ہاتھیوں کو ابابیل تہس نہس کر دیتی ہیں اور یونہی ربِّ ذوالجلال نے غزوہ بدر میں بھی عجب شانِ کبریائی دکھائی کہ دہی حبشی غلام جو کبھی بے کسی کے عالم میں امیہ بن خلف کے اذیت ناک مظالم کی چکی میں پستا تھا آج اسی غلام کی شمشیر آبدار کے ایک ہی وار سے امیہ بن خلف واصل جہنم ہو گیا جس سے قریش کی کمر ٹوٹ گئی۔ ان کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے اور ان کے چھکے چھوٹ گئے

وَكَذَالِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ — یونہی عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب

اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ — تو سب سے بڑا ہے اگر انہیں سمجھ ہوتی۔

سیدنا صدیق اکبر رضؓ نے اس موقع پر بڑی مسرت کے ساتھ یہ شعر پڑھ کر حضرت بلال رضؓ کو دادِ شجاعت پیش کی تھی۔

هنيأ زادك الرحمٰن خيرا — فقد ادركت ثارك يا بلال

مبارک ہو، خدا تمہارے لیے خیر و برکت کو زیادہ کرے۔ اے بلال رضؓ! تم نے اب اپنا بدلہ پا لیا

سبقتِ اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر میں ساتھ رہنے کے باعث سیدنا بلال کو جو شرف حاصل تھا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کا احترام کرتے تھے جس پر بے شمار واقعات شاہد ہیں لیکن یہاں صرف ایک واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضؓ کے عہدِ خلافت میں کسی کام کے لیے رؤسائے مکہ کا ایک وفد باب

خلافت پر حاضر ہوا اور باریابی کی اجازت طلب کی۔ ان کے ساتھ حضرت بلال رضؓ بھی تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضؓ نے سب سے پہلے حضرت بلال رضؓ کو اندر بلایا۔ بعض سرداران قریش کو یہ بات ناگوار گذری اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شرفاء منتظر بیٹھے ہیں اور ایک غلام کو شرف باریابی حاصل ہو رہا ہے۔ سیدنا عکرمہؓ بن ابی جہل ضبطِ سخن نہ کر سکے اور یوں گویا ہوئے:

"بلانے والے نے سب کو ایک آواز سے بلایا لیکن ہم نے اُس وقت بھی اس آواز کو بعد میں سُنا۔ بنا بریں اب بھی وہی لوگ پہلے باریابی حاصل کرنے کے حقدار ہیں جنہوں نے اسلام کی آواز پر ہم سے پہلے لبیک کہا۔ آج ہمیں شکایت کا حق نہیں پہنچتا۔"

سیدنا بلال رضؓ بے حد محاسن کے حامل اور بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی پر قربان کر دی تھی۔ اللہ جلشانہٗ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا سا جذبۂ ایمان و ایقان نصیب فرمائے اور ان کی محبت اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت سے ہمارے دلوں کو معمور فرما دے۔ آمین (جاری ہے)

قطعہ

جہاں بھی جب کوئی فتنہ اٹھا ہے — انہیں کے شر سے وہ برپا ہُوا ہے

مدینہ، کوفہ و بغداد ہی کیا — اہم شاہد تو اس کا کربلا ہے

جہاں سبطِ نبیؐ ابنِ علیؓ کو — بُلا کر قتل بھی خود ہی کیا ہے

کہ اب تک سینہ کوبی کر رہے ہیں — وہ خُون ایسا ابھی تک سر چڑھا ہے

خسرو دی

عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

اکابرینِ امت کی نظر میں

حضرت مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی۔ مانچسٹر (لندن)

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحؒ کا ارشاد

خلیفہ ارشد سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

"تمہیں چاہیئے کہ اپنے لیے وہی طریقہ اختیار کرو جس کو قوم (یعنی صحابہؓ) نے اپنے لیے پسند کرلیا تھا اِس لیے کہ وہ جس حد پر ٹھہرے علم کے ساتھ ٹھہرے۔ انہوں نے جس چیز سے لوگوں کو روکا ایک دُوربین نظر کی بنا پر روکا اور بلاشبہ وہی حضرات دقیق حکمتوں اور علمی الجھنوں کے کھولنے پر قادر تھے اور جس کام میں تھے اس میں سب سے زیادہ فضیلت کے وہی مستحق تھے۔ اگر تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم (ان سے ہٹ کر) راہِ راست پر ہو تو تم اس کے مدعی ہو کہ دین میں تم اُن سے آگے نکل گئے۔" (ابو داؤد جلد ۲ صـ۶۳۳)

"صحابہ کرامؓ اُمت کے سابقین اور ان کے مقتداء اور صراطِ مستقیم پر ہیں" (حوالہ بالا)

آپؒ کا یہ بھی ارشاد ہے:

"تم اس رائے کو اختیار کرو جو تم سے پہلے حضرات کی رائے کے موافق ہو کیونکہ وہ تم سے زیادہ اعلم تھے۔" (ماہنامہ وصیۃ العرفان الٰہ آباد)

آپؒ فرماتے ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ مجھے صحابہؓ کی مخالفت کسی حال میں پسند نہیں۔" (جامع بیان العلم صـ۱۲۴)

حضرت بن علیۃؒ کا بیان ہے کہ:

"سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے سیدنا حضرت عثمانؓ کو

بُرا کہا تھا۔ آپؒ نے پوچھا تمہیں سیدنا عثمانؓ کو بُرا کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ اُس نے کہا کہ (میں صرف گالی نہیں دیتا بلکہ) بُغض بھی رکھتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر تو نے کسی شخص سے بُغض رکھا تو تو نے (گویا) اسے گالی دی۔ چنانچہ اس کی سزا کا حکم سنایا اور اسے تیس کوڑے لگائے گئے۔" (الصارم المسلول علی شاتم الرسول صـ۵۷۴)

حضرت ابراہیم بن میسرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو کسی شخص کو مارتے نہیں دیکھا بجز ایک شخص کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ کو بُرا بھلا کہا تھا تو اسے کئی کوڑے لگائے۔ (ایضاً دبراس صـ۵۵)

سیّدنا حضرت کعبؒ کا ارشاد سیّدنا حضرت کعبؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ایسا نہیں ہے جسے روزِ قیامت شفاعت کرنے کا حق نہ دیا گیا ہو۔" (مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۵۵۵)

ایک مرتبہ فرمایا کہ "صحابہ کرامؓ کے اخلاق اور عادتوں کو اپناؤ۔ ربّ کعبہ کی قسم صحابہ کرامؓ سب صراطِ مستقیم پر تھے۔" (فتح الملہم ج ۱ صـ۴۸)

سیّدنا حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد سیّدنا حضرت حسن بصریؒ (۱۱۰ھ) حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ جماعت پوری امّت میں سب سے زیادہ نیک دل سب سے زیادہ گہرے علم کی مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف جماعت تھی خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی رفاقت کے لیے اسے پسند کیا۔ وہ آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کے طریقوں سے مشابہت پیدا کرنے کی سعی میں لگی رہی۔ اس کو دھن تھی تو اسی کی، تلاش تھی تو اسی کی۔ ربّ کعبہ کی قسم وہ جماعت صراطِ مستقیم پر گامزن تھی۔" (الموافقات ج ۴ صـ۸۰ ترجمان السنہ ج صـ۴۶)

مشاجرات صحابہ کرامؓ کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

اس قتال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ حاضر تھے اور ہم غائب۔ وہ لوگ حالات و واقعات اور اس وقت کی مقتضیات شرعیہ سے واقف تھے اور ہم ناواقف۔ اس لیے جن چیزوں پر ان کا اتفاق ہے اس میں ہم نے ان کی پیروی کی اور

جس چیز میں اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف اور سکوت کیا۔" (تفسیر قرطبی سورہ حجرات)

حضرت محاسبی کا ارشاد سیدنا حضرت محاسبیؒ (۲۴۳ھ) مندرجہ بالا ارشاد کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"ہم جانتے ہیں کہ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے طالب تھے کیونکہ دین کے معاملات میں یہ لوگ متہم نہ تھے۔" (ایضاً)

سیدنا ایوب سختیانیؒ کا ارشاد سیدنا حضرت ایوب سختیانیؒ (۱۳۱ھ) فرماتے ہیں:

"جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے محبت رکھی وہ یقیناً دین اسلام پر قائم ہے اور جو حضرت عمر رضؓ سے محبت کرتا ہے یقیناً اس پر راہِ حق کشادہ ہوگیا اور حضرت عثمان رضؓ سے محبت کرنے والا نورِ الٰہی سے مستفید ہوا اور حضرت علی رضؓ سے محبت کرنے والے نے عروۃ الوثقی (مضبوط کڑا) تھام لیا اور جس نے صحابہ کرام رضؓ کو بھلائی اور خیر کے ساتھ یاد کیا وہ بلاشبہ نفاق سے بچ گیا اور جس کسی نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھا وہ مبتدع، منافق اور سنت اور طریقہ سلف کا مخالف ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس کا کوئی عمل بھی آسمان پر نہ چڑھے گا جب تک وہ ان سب سے محبت نہ کرے اور اپنے آپ کو صحابہ کرام رضؓ کی برائی سے محفوظ اور سالم نہ رکھے۔" (شفاء ج ۲ ص ۱۰۶ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۵۵۴)

سیدنا امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ (۱۵۰ھ) کا ارشاد ہے

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابہ رضؓ کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں کرتے۔" (شرح فقہ اکبر ص ۸۵)

آپ کا یہ ارشاد مشہور ہے کہ:

"میں پہلے کتاب اللہ سے استدلال کرتا ہوں۔ اگر اس میں مجھے دلیل نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیتا ہوں۔ اگر اس میں بھی نہ ملے تو میں صحابہ کرام رضؓ کے اقوال سے استدلال کرتا ہوں اور ان کا قول چھوڑ کر دوسروں کے قول کی طرف نہیں جاتا۔"

(تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵)

حضرت ابوامامہؓ کا ارشاد

سیدنا حضرت ابوامامہؓ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا:

"ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ افضل ہونا تو کجا۔"

(شرح عقیدہ واسطیہ ص۴۰۴)

حضرت امام اوزاعیؒ کا ارشاد

سیدنا امام اوزاعیؒ (۱۵۷ھ) نے حضرت بقیہ بن الولید کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"اے بقیہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے بارے میں سوائے بھلائی کے کوئی کلمہ نہ کہو اور اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرامؓ پر انگلی اٹھا رہا ہے تو سمجھو کہ وہ یوں کہہ رہا ہے کہ میں صحابہؓ سے اچھا ہوں۔" (جامع العلوم والحکم ص۹۷ جامع بیان العلم ج ۲ ص۲۹)

ایک مرتبہ فرمایا: "اے بقیہ! علم وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے آئے اور جو صحابہ کرامؓ سے نہ آئے وہ علم ہی نہیں۔"

ایک مرتبہ فرمایا: "(صحابہ کرامؓ) سب کے سب ہدایت کے روشن چراغ اور علم کے بڑے ظرف تھے جو قرآن کے نزول کے وقت حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے مطالب حاصل کرنے والے تھے۔" (تاریخ ابی زرعہ ج ۱ ص۳۰۹ و ص۱۸۹)

حضرت امام مالکؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام مالکؒ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

"جس نے کسی ایک صحابی کی بھی برائی کی، خواہ وہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ ہوں یا معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ، تو اگر وہ یہ کہے کہ یہ لوگ گمراہ اور کافر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر انہیں ویسے ہی برا کہا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔" (شرح الشفاء ج ۲ ص۵۵۶

مکتوبات امام ربانی ع۲۵۱ دفتر اول)

آپؒ کا ارشاد ہے۔ "جو شخص صحابہ کرامؓ سے بغض و عناد رکھتا اور انہیں سب و شتم کرتا ہے وہ مسلمانوں کے زمرے میں داخل نہیں اور نہ ہی ان کے مال غنیمت کا حقدار ہے اور جو شخص کسی صحابی رسولؐ سے غصہ میں آ کر جوشِ غضب دکھاتا ہے وہ کافر ہے۔"

(شفاء شریف ج ۲ ص۱۰۶ مدارج النبوۃ ج ۱ ص۵۵۲ ترجمہ)

وہ لوگ جو صحابہ کرام رض کی تنقیص کرنا مقصدِ زندگی بنائے ہوئے ہیں، امام مالکؒ کا یہ فرمان یاد رکھیے:

"یہ وہ لوگ ہیں جن کا اصل مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہے مگر اس کی جرأت نہیں ہوئی تو آپ کے صحابہ رض کی برائی کرنے لگے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُرے آدمی تھے۔ اگر وہ اچھے ہوتے تو ان کے صحابہ رض بھی صالحین ہوتے۔" (الصارم المسلول)

حضرت امام مالکؒ کے سامنے کسی نے صحابہ کرام رض کی تنقیص کی تو آپ نے قرآن پاک کی آیت وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح) تلاوت فرمائی اور کہا

"جس شخص کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے غیظ ہو وہ اس آیت کی زد میں ہے۔"

(تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۶ روح المعانی ج ۲۶

حضرت عبداللہ المبارکؒ کا ارشاد | سیدنا حضرت عبداللہ بن المبارک (۱۸۱ھ) فرماتے ہیں

"دو خوبیاں ایسی ہیں جن میں ہوں گی نجات پا جائے گا (۱) اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور (۲) صداقت۔" (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۵۵ شفاء ج ۲ ص ۱۰۶)

کسی نے آپؒ سے پوچھا کہ حضرت معاویہ رض افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ؟ تو آپؒ نے فرمایا

"وہ غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت معاویہ رض کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی درجے عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے۔"

(مکتوبات امام ربانی حصہ دوم ص ۶۰ ص ۲۱۴ حصہ سوم ص ۱۳۸ البدایہ جلد ۸ ص ۱۳۹)

ایک مرتبہ صحابہ کرام رض کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ،

"یاد رکھو بعد میں آنے والوں کے لیے ایک شرط بھی لازم ہے۔ پوچھا گیا وہ شرط کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرام رض کی اخلاص کے ساتھ اقتدار کی جائے۔"

(تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۹۶ روح المعانی ج ۱۱ ص ۸)

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ کا ارشاد | سیدنا حضرت سہل بن عبداللہ تستری (۲۸۳ھ) فرماتے ہیں،

"وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہیں لایا جو آپ کے صحابہ کرام رض کی تعظیم و توقیر نہیں کرتا اور انہیں عزیز نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم کی قدر و منزلت کرتا ہے۔" (مدارج النبوۃ ج ۱ ص۵۵۵ شفاء شریف ج ۲ ص۱۰۹)

حضرت سفیان بن عیینہؒ کا ارشاد | سیدنا حضرت سفیان بن عیینہؒ (۱۹۸ھ) کا ارشاد ہے:
"جس نے کسی بھی صحابہ کرام رضؓ کے بارے میں بے جا بات کہی وہ بدعتی اور گمراہ ہے"۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد | جو حضرات صحابہ کرام رضؓ کو خطا پر سمجھتے ہیں ان کے بارے میں سیدنا حضرت سفیان ثوریؒ (۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:
"میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھنے کے بعد اس کا کوئی کام آسمان تک جا سکے"۔
(ازالۃ الخفاء ص۲۴۴)

آپ نے قرآن کریم کی آیت قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ آپ کا مصداق صحابہ کرامؓ ہی کو قرار دیا ہے۔ (الاصابہ ج ۱ ص۱۲)

حضرت سعید بن المسیبؒ کا ارشاد | ایک مرتبہ آپ کے شاگرد رشید امام زہریؒ (۱۲۴ھ) نے آپ سے صحابہ کرام رضؓ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا:
"اے زہری جس کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ حضرات خلفائے راشدین سے محبت کرتا تھا اور عشرہ مبشرہ کے لیے جنتی ہونے کی گواہی دیتا تھا اور حضرت معاویہؓ کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر یاد کرتا تھا تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے حساب و کتاب سے نجات دے"۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص۱۳۹)

حضرت مسروقؒ کا ارشاد | سیدنا حضرت مسروق تابعیؒ فرماتے ہیں کہ
"میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھا ہوں۔ میں نے ان کو حوض کی طرح پایا۔ بعض حوض ایسے ہوتے ہیں جو صرف ایک آدمی کو سیراب کرتے ہیں بعض دو کو بعض دس کو بعض سو کو اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر سب اہل زمین پانی پینے آ جائیں تو سب کو سیراب کر دیں"۔ (شرح مقدمہ صحیح مسلم ص۱۱)

اسلامی مساوات

فتح عراق کے بعد جب اسلامی لشکر کے سالارِ اعظم حضرت ابوعبیدہؓ فوج کو لے کر کسکہ کی طرف بڑھے۔ وہاں پر دشمن کی فوج تین ہزار تھی اور عراق کی شکست خوردہ فوج کے شامل ہونے سے ان کی طاقت اور تعداد اور بھی بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ ایرانی فوج بھی اس کی مدد کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے سقاطیہ کے مقام پر پہنچ کر جنگ شروع کر دی۔ مقابلہ سخت تھا۔ مسلمان کمال جوش اور بے جگری سے لڑے ان کے سخت اور پے در پے حملوں نے دشمن کی فوج میں تہلکہ مچا دیا۔ آخر ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ پسپا ہونے لگے۔ کسکہ کی فوج کا کمانڈر بھاگ پڑا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے تھوڑی تھوڑی فوج ہر طرف ان کے تعاقب میں روانہ کر دی تاکہ جہاں جہاں انہوں نے پناہ لی ہے وہاں بھی انہیں جمنے نہ دیا جائے۔ اس فوج نے ایک ایک کر کے سب علاقے مسخر کر لیے اور آس پاس کے جتنے سردار تھے سب مطیع ہو گئے اور انہوں نے ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ کی دعوت کر دی۔ چنانچہ بڑی شان و اہتمام کے ساتھ نہایت عمدہ اور لذیذ طرح طرح کے کھانے تیار کیے گئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے دریافت کیا کہ یہ اہتمام اور سامانِ طعام یہ کل فوج کے لیے ہے یا صرف میرے لیے۔ ایک رئیس فرخ نامی نے کہا کہ ہم جلدی میں ساری فوج کے لیے انتظام نہیں کر سکتے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ سن کر فرمایا تو ہمیں تمہاری دعوت قبول کرنے سے انکار ہے کیونکہ مسلمان ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تو کھاؤں اور باقی سب محروم رہیں۔

افسوس جب سے ہمارے دلوں سے اس قسم کا جذبہ اخوت و مساوات ختم ہو گیا۔ ہماری ہر بات نمائشی اور بے اثر ہو کر رہ گئی۔ اور تو اور اب تو دینی سربراہوں کے اسلامی مساوات کے خلاف طرزِ عمل کو دیکھ کر جی کڑھتا ہے اور ان کے وعظ کو سن کر اگر زبان سے کچھ نہ بھی کہا جائے مگر دل میں تو اس قسم کے خیالات ضرور اٹھتے محسوس ہوتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام رضؓ کے واقعات اور ازالہ شبہات

افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ
مرتب: جناب منظور حسین صاحب (ساہیوال، سرگودھا)

صحابہ کرام رضؓ کی عجیب اور نرالے طرز پر تربیت اور دل جوئی و تسلی کا نرالا انداز

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ (آل عمران: ۱۵۹) ترجمہ بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب اپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے۔ سو آپ ان کو معاف[1] کر دیجئے اور آپ ان کے لیے استغفار[2] کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ[3] لیتے رہا کیجئے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ (بیان القرآن)

حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ ایک واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص برتاؤ کرنے کا، غالباً واقعہ تو سب کو معلوم ہوگا مگر مجملاً میں بھی ذکر کرتا ہوں۔ بعض صحابہ رضؓ سے غزوۂ احد میں ایک غلطی ہو گئی تھی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں ؎ وہ طفل کیا گرے جو گھٹنوں کے بل چلے

غلطی کا وقوع صحابہ رضؓ سے قابلِ تعجب نہیں وہ شہسوار تھے جو کبھی کبھی گھوڑے سے گر گئے بلکہ

اس میں حکمتیں ہوتی ہیں جن کو اہل طریق نے مختلف عنوانوں سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ایک عنوان جو سب سے بڑھ کر ہے، وہ ہے جس کو نظامی فرماتے ہیں ؎

گناہ من ار نامدے در شمار ترا نام کے بودے آمرزگار

غرض کاملین سے صدور خطا ہونے میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں۔ اُن کی خطاء کی مثال سنکھیا جیسی ہے۔ سنکھیا کو حکیم مدبر کر کے کھلادے گا تو مفید ہوگا اور ناتجربہ کار ویسے ہی کھائے گا تو مر جائے گا پس یاد رکھو کہ صحابہؓ کے خطاء کی یہ شان ہے ؎

گر خطا گوید درا خاطی مگو در شود پر خون شہید آں را مشو
خون شہیداں را از آب اولیٰ ترست ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست

صحابہ کی غلطی اجتہاد سے ہوتی ہے

اور اس میں راز یہ ہے کہ اُن کی غلطی اجتہاد سے ہوتی ہے اور ہماری غلطی فساد وعناد سے ہوتی ہے مگر باوجود خطائے اجتہادی ہونے کے سزا اور تنبیہ کے وقت وہ فوراً خطاوار ہونے کا اقرار کر لیتے ہیں اجتہاد کا عذر پیش نہیں کرتے کیونکہ تنبیہ کے وقت تاویل کرنا گستاخ و بے ادب کا کام ہے۔ گو حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ صحابہؓ کی یہ غلطی اجتہاد سے تھی مگر اس کے خلاف بھی تصریح نہیں، پس مسکوت عنہ ہے، اب اگر کسی اور طریق سے اس کا خطاء اجتہادی ہونا ثابت ہو جائے تو انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔ چنانچہ دوسرے دلائل سے اس کا اجتہادی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی مختصر تقریر بھی عنقریب آرہی ہے .....

قصہ غزوۂ احد

اب میں قصہ بیان کرتا ہوں۔ شروع یوں ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں ایک گھاٹی پر پچاس تیر اندازوں کو بٹھادیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ تم اس گھاٹی پر سے چاہے ہمارا کچھ ہی حال ہو، ہٹنا نہیں۔ اس کے بعد جب لڑائی شروع ہوئی اور کفار بھاگنے لگے تو اُن پچاس صحابہؓ میں سے اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ چلو غنیمت کی لوٹ میں ہم بھی شریک ہوں۔

صحابہؓ پر طمع دنیوی کے طعن کا جواب

یاد رکھو ان صحابہؓ کی یہ شرکت فی الغنیمت کسی دنیوی غرض سے نہیں تھی کیونکہ غنیمت کا حکم یہ ہے

کہ جو بھی جہاد میں شریک ہوا اس کو غنیمت سے حصہ ملتا ہے، خواہ وہ لوٹ میں شریک ہو یا نہ ہو۔ یہ نہیں کہ جس کے جو ہاتھ لگے وہ لے بھاگا۔ بلکہ اوّل سب غنیمت کو جمع کر کے پھر سب مجاہدین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اگر وہ صحابہؓ گھاٹی پر بیٹھے رہتے تب بھی ان کو اتنا ہی حصہ ملتا جتنا کہ لوٹ میں شرکت کے بعد ملا۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے تحصیل مال کے لیے شرکت کی تھی بلکہ محض قتال میں شرکت چاہی تھی تاکہ ثواب میں اضافہ ہو، کیونکہ ان لوگوں نے ظاہر میں اب تک کچھ کام نہ کیا تھا صرف گھاٹی پر خالی ہی بیٹھے رہے تھے۔ وہ یہ سمجھے کہ ہم نے کچھ کام نہیں کیا۔ لاؤ جہاد میں ہم بھی عملی حصہ لیں۔ خوب سمجھ لو، بے علمی کی وجہ سے بعض لوگ[1] صحابہؓ پر طمع دنیوی کا طعن کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے جیسا کہ مفصّل معلوم ہو چکا۔

القصہ سردار تو مع چند آدمیوں کے وہاں پر رہ گئے اور باقی سب شریکِ غنیمت ہو گئے، خالدؓ بن ولید اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ان کو جاسوس نے خبر دی کہ گھاٹی خالی ہو گئی ہے۔ وہ فنونِ حرب کے بڑے ماہر تھے فوراً سپاہیوں کی ایک تعداد کو لے کر گھاٹی پر آپہنچے اور جو چند صحابہؓ وہاں رہ گئے تھے ان کو قتل کر کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کیونکہ گھاٹی پر جو چند مسلمان باقی رہ گئے تھے وہ ان کے مقابلے کو نا کافی ہوئے۔ اُدھر کفّار کو جب معلوم ہوا کہ گھاٹی پر ان کے آدمی پہنچ گئے تو وہ بھی بھاگتے بھاگتے واپس لوٹے۔ اس طرح صحابہؓ درمیان میں پس گئے۔ اسی ہلڑ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہو گیا اور خود پر پتھر آکر لگا۔ وہ سر مبارک میں گھس گیا۔ آپؐ تکلیف کے باعث ایک جگہ سایہ میں تشریف فرما ہوئے تو شیطان نے اعلان کر دیا الا ان محمد قد قتل یعنی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید ہو گئے۔ یہ حالت اور یہ اعلان، اس پر عشّاق کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ بہر حال اس واقعہ میں صحابہ کرامؓ سے دو غلطیاں

---

[1] جیسے مودودی صاحب بانی جماعتِ اسلامی صحابہؓ پر طعن کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: جن تیر اندازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقب کی حفاظت کے لیے بٹھایا تھا انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن کا لشکر لُوٹا جا رہا ہے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ساری غنیمت انہی لوگوں کو نہ مل جائے جو اسے لُوٹ رہے ہیں اور ہم تقسیم کے موقع پر محروم رہ جائیں۔ تفسیر تفہیم القرآن ج ۱ ص ۲۹۹) اور شیعہ بھی یہی کہتے ہیں (مرتب)

ہوئیں۔ایک تو گھاٹی پر سے ہٹ جانا، اس کا منشا، تو اجتہاد تھا، دوسری غلطی بھاگنا اور پاؤں اکھڑنا۔

صحابہؓ کے پاؤں اکھڑنے کی وجہ

اس میں خطاءِ اجتہاد سے زیادہ عذر تھا یعنی یہ غلطی حیرانی اور بے ہوشی کی وجہ سے ہوئی جو کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کا اعلان سُن کر صحابہؓ پر طاری ہو گئی تھی۔ کیا اس اعلان کے بعد مسلمانوں کے ہوش قائم رہ سکتے تھے؟ خاص کر جب کہ صحابہؓ کے قلب میں اس کا خیال بھی نہ گزرتا تھا۔ گو یہ عقیدہ ضرور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گی مگر غلبۂ محبت کی وجہ سے اس جانب التفات نہ ہوتا تھا، اور اس پر تعجب نہ کریں کہ یہ کیسے ممکن ہے..... میں کہتا ہوں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر صحابہؓ کی یہ حالت ہو تو کیا تعجب ہے؟ غایت محبت کے سبب صحابہؓ آپؐ کی حیات ہی کے مشتاق تھے۔ اس کے خلاف کا ان کو وسوسہ بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی لیے تو حق تعالیٰ نے آپؐ کی وفات کو بہت اہتمام سے بیان فرمایا ہے **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ** اور صدیق اکبرؓ نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے وقت یہی آیت پڑھی تھی جبکہ حضرت عمرؓ جیسا مستقل مزاج شخص بھی گھبرا اٹھا اور وہ ننگی تلوار لیے کھڑے تھے کہ جو شخص حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کا نام لے گا اس کی گردن اُتار دُوں گا۔ اب سوچو اگر جس کو کبھی یہ خیال ہی نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہمارے سامنے ہو گی بلکہ خود اپنی نماز جنازہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پڑھوانا چاہتے ہوں نہ کہ خود حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نماز پڑھنا اس اعلان کو سُن کر ان کا کیا حال ہو گا؟ واقعی عاشق تو یہی چاہا کرتا ہے کہ میں پہلے مروں تاکہ محبوب کو میرے جنازہ پر آ کر میری بے کسی اور ثبات فی العشق کا مشاہدہ ہو کہ محبت میں ایسا پختہ رہا کہ اسی میں مر گیا.... عاشق کبھی نہیں سوچتا کہ محبوب میرے سامنے مرے اور میں اس کی قبر پر جاؤں۔ اس تصور کی اس کو ہمت کہاں ہوتی ہے۔ (وعظ الرحمۃ ص۳۱ علی الامۃ بحوالہ رسالہ المبلغ ع۱۱ ج ۶

بابت ماہ شعبان ۱۳۵۴ھ)

صحابہؓ کے قدم اکھڑنے پر اعتراض نہیں ہو سکتا

صحابہؓ کے قدم اکھڑنے پر اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ اگر ان کے قدم نہ اکھڑتے تو بعض[1] کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ ان کے دل میں محبت نہ تھی۔ رہا یہ کہ بحمد اللہ تعالیٰ

---

[1] بعض کی قید اس لیے لگائی کہ بعض کو یہ شبہ اس لیے نہ ہوتا کہ محبوب کے قتل کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نے کیوں عتاب فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھاگنے اور قدم اکھڑنے پر عتاب نہیں فرمایا بلکہ معصیتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عتاب فرمایا جو کہ فعلِ اختیاری تھا اور قدم کا اکھڑ جانا مغلوب الحال لوگوں کے لیے غیر اختیاری تھا اور گو اس معصیت میں بھی اجتہادی غلطی تھی (کہ گھاٹی والے صحابہؓ نے ثواب کا مدار مباشرتِ عمل کو سمجھا حالانکہ اس کا مدار محض اطاعت پر ہے خواہ بصورتِ عمل ہو یا بصورت ترکِ عمل ۱۲ ظفر احمد عثمانیؒ) مگر اجتہادی غلطی پر بھی عتاب لطیف ہو سکتا ہے، ہاں عقاب نہیں ہوتا اور اجتہادی غلطی پر عتاب کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ تم نے پوری طرح سمجھ سے کیوں نہیں کام لیا۔

جب [۱] گھاٹی پر سے ہٹنے کا یہ نتیجہ سامنے آیا تو صحابہؓ خود شرمندہ ہوئے کہ ہم سے بے جا حرکت ہوئی۔ پھر [۲] حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس سے رنج پہنچا تو زیادہ شرمندگی ہوئی پھر [۳] اللہ تعالیٰ کے عتاب سے اور بھی شرمندگی بڑھ گئی تو اب اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ ان کی شرمندگی حد سے بڑھے اس لیے غم کو ہلکا کرنے کے لیے اس واقعہ کی بعض حکمتیں بیان فرماتے ہیں کہ تمہارا اس میں بھلا ہوگیا۔ اس لیے غم نہ کرو۔

(وعظ "السبر بالصبر" بحوالہ رسالہ التبلیغ ع۲ جلد ۲ بابتہ ماہ ذیقعدہ ۴۹ھ)

چند حکمتیں

ایک [۱] تو یہ کہ اس قوم کو بھی (جو کہ تمہارے مقابل تھی یعنی کفار) ایسے ہی زخم (وصدمہ) پہنچ چکا ہے (چنانچہ گذشتہ سال بدر میں وہ صدمہ اٹھا چکے ہیں) اور (ہمارا معمول ہے کہ) ہم ان ایام کو (یعنی غالب و مغلوب ہونے کے زمانہ کو) ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں (یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کر دیا، کبھی اس کا عکس کر دیا، سو اسی معمول کے موافق پار سال وہ مغلوب ہوئے تھے، اب کے تم ہو گئے، ایک حکمت تو یہ تھی) اور

۔ [۲] (دوسری حکمت یہ ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (ظاہری طور پر بھی جان لیویں (کیونکہ

بقیہ حاشیہ: خبر سن کر یہ ضرور نہیں کہ محب عاشق بھاگ ہی جائے تو محبت کا ثبوت ہو بلکہ اگر وہ دشمن سے انتقامِ محبوب کے لیے پہلے سے زیادہ غیظ و غضب کے ساتھ مقابلہ کرے اور قاتلین کو فنا کر دے یا خود فنا ہو جائے تو زیادہ دلیلِ محبت ہے کما فعل الذین ثبتوا ولم یفروا وھم اثنا عشر رجلا (۱۲ ظفر احمد عثمانیؒ)

مصیبت کے وقت مخلص اور منافق کا امتحان ہو جاتا ہے) اور
۳۔ (تیسری حکمت یہ ہے کہ) تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا، اور
۴۔ (چوتھی حکمت یہ ہے) تاکہ (گناہوں کے) میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق و اعمال کا تصفیہ ہو جاتا ہے) اور
۵۔ (پانچویں حکمت یہ ہے کہ) مٹا دیوے کافروں کو (یہ دو طور پر ہے۔ ایک یہ کہ غالب آجانے سے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آویں گے اور ہلاک ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے قہرِ خداوندی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوں گے) اور اوّل حکمت جو تداوّل کو فرمایا خود اس تداوّل میں بہت سے مصالح و حکم ہیں جن میں سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس عالم میں مکلّف کا ابتلاء باقی رہے اور اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال اور مبنی بر بصیرت نہ ہوتا اور عکس میں بھی ضعفاء فتنۂ شدیدہ میں پڑ جاتے۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۱ ص ۱۳۷)

★ ایک نئی بات کہتا ہوں، بعض اوقات بدون سزا کے معافی دے دینے پر اہلِ دل اس قدر شرمندہ ہوتے ہیں کہ کچھ سزا مل جاتی تو اتنے شرمندہ نہ ہوتے۔ سزا مل جانے پر تو کچھ شرمندگی کم ہو جاتی، مگر سنگین جُرم کو ویسے ہی معاف کر دینا تو گویا ان کو ذبح کر دینا ہے۔ اب تو مارے ندامت کے وہ زمین میں گڑے جاتے ہیں۔ یہ ایک حالت ہے جس پر گزرتی ہے وہی اس کو سمجھ سکتا ہے اور جس نے اس حالت کو سمجھا ہوگا وہ اس آیت کی تفسیر بے تکلف سمجھ لے گا فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے)۔۔ حق تعالیٰ نے اس واقعہ میں مسلمانوں پر مصیبت آنے کا سبب اُن صحابہؓ کی غلطی اجتہادی کو قرار دیا جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر گھاٹی سے ہٹ گئے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ (اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دل خواہ بات دکھائی گئی تھی)۔ اس کے بعد بطور عتاب کے فرماتے ہیں۔ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ یعنی پھر خدا تعالیٰ نے تم کو بھی غم دیا بدلہ (اُس) غم کے (جو تم نے نافرمانی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر دیا تھا) اس کے بعد اس انتقام کی حکمت ارشاد فرماتے ہیں لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تاکہ تم کو (انتقام لینے کے بعد) اس بات

پر زیادہ رنج نہ ہو (جو تم سے فوت ہو گئی تھی) یہ وہی بات ہے جو میں نے ابھی بیان کی تھی کہ بعض شریف طبیعتوں پر خطاء کا انتقام نہ لینے سے ندامت زیادہ غالب ہوتی ہے اور انتقام لے لینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے، اسی بناء پر ارشاد ہے کہ ہم نے تم کو تھوڑی سی مصیبت اس لیے دے دی تاکہ بدون سزا کے معافی دینے سے تم پر ندامت و رنج کا زیادہ غلبہ نہ ہو۔ (وعظ "ذم النسیان" سلسلہ التبلیغ کا ۳۷ واں وعظ)

جنگِ اُحد میں جو فتح کے بعد شکست ہوئی حق تعالیٰ نے اس کا ایک سبب[1] یہ بھی بتلایا ہے کہ اس مورچہ والی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی اس لیے ہم نے فتح کے بعد تم کو شکست دے دی۔ عصیتم من بعد ما اریٰکم ما تحبون۔ (وعظ العبرۃ بذبح البقرہ صفحہ ۳)

ایک شبہ کا ازالہ بعض مفسرین نے اس جگہ لِکَیْلَا تَحْزَنُوْا (تاکہ تم مغموم نہ ہو) میں لا نافیہ کو زائد مانا ہے۔ ان کو یہ خیال ہوا کہ موقع عتاب کا ہے اور سزا تو رنج دینے ہی کے لیے دی جاتی ہے پھر اس کا کیا مطلب کہ "تم کو اس لیے غم دیا تاکہ تم مافات پر رنج نہ کرو" ان کے نزدیک لا کو اپنے معنی پر رکھ کر مطلب نہ بن سکا اس لیے انہوں نے لا کو زائد کہہ کر یہ مطلب بیان کیا کہ "تم کو غم دیا تاکہ تم کو مافات پر رنج ہو" مگر جس نے اس حالت کو سمجھا ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے وہ سمجھے گا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔ اگر ان کی خطاء بدون کسی انتقام کے معاف کر دی جاتی تو عمر بھر مارے ندامت کے آنکھ نہ اٹھا سکتے، اس لیے ان کو تھوڑی سی مصیبت دے دی گئی تاکہ زیادہ رنج غالب نہ ہو۔ پس یہ کتنا غلط ہے کہ "سزا ہمیشہ رنج دینے ہی کے ہوا کرتی ہے" بلکہ بعض دفعہ رنج کو کم کرنے کے لیے بھی سزا دی جایا کرتی ہے۔ اس حالت پر نظر کر کے تفسیر نہایت صاف ہے اور لا کو زائد کہنے کی کچھ ضرورت نہیں (وعظ ذم النسیان) (جاری ہے)

---

[1] لیکن اس کے برعکس مودودی صاحب سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۰ کی تفسیر میں نمبر ۹۸ کے تحت لکھتے ہیں: "احد کی شکست کا بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمان عین کامیابی کے موقعہ پر مال کی طمع سے مغلوب ہو گئے اور اپنے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے بجائے غنیمت لوٹنے میں لگ گئے" پھر اس کے بعد نمبر ۹۹ کے تحت لکھتے ہیں: سود خوری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے اندر سود خوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں، سود لینے والوں میں حرص و طمع، بخل اور خود غرضی اور سود دینے والوں میں نفرت، غصہ اور بغض و حسد، احد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا الخ (تفسیر تفہیم القرآن ج اول ص ۲۸۷ / ص ۲۸۸ تیرہواں ایڈیشن جنوری ۱۹۷۶ء) (مرتب)

خلفائے راشدین

روشن ضمیر و پارسا خلفائے راشدین
تھے پیکرِ صدق و صفا خلفائے راشدین

مال و متاعِ دہر پر ہرگز نہ تھی نظر
تھے پاک از حرص و ہوا خلفائے راشدین

قائم کیا گم گشتگاں کو راہِ مستقیم
کیا خوب! تھے جادہ نما خلفائے راشدین

امن و اماں سے بھر دیا ہر خطۂ جہاں
تھے سر بسر ظلِّ خدا خلفائے راشدین

جن پر عمل کرنے سے ہو شاداب زندگی
بکتے گئے ایسے حبتا خلفائے راشدین

جن سے ہوئی تاریخ اپنی مفتخر! وہ ہیں
یارانِ شاہِ دو سرا خلفائے راشدین

بیچین! استخلاف کی یہ شان واہ وا!
ہیں کر گئے ذمہ ادا خلفائے راشدین

بیچین رجپوری (بدایونی)

عباسی فتنہ

اور

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم المدنیؒ

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم خلیفہ قطب الارشاد حضرت رائپوریؒ

✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦

۱۹۵۹ء میں محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" منظر عام پر آئی۔ شہرت ہوئی کہ ردِ شیعیت میں لکھی گئی ہے۔ چونکہ سُنّی مسلمان، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں شیعوں کی گستاخیوں اور زبان درازیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ لیکن جب کتاب متقی علماء کی نظر سے گزری تو انہوں نے فوراً جانچ لیا کہ یہ کتاب مسلک شیعہ ہی کے خلاف نہیں بلکہ عقائد اہلسنت والجماعت کے بھی منافی ہے۔ اس کتاب میں ریحانۃ النبی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موقف و مسلک کو دیدہ و دانستہ بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے اور ان کے مقابلے میں یزید کی حمایت میں مبالغہ اور غلط بیانیوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ بقول حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) "اس کتاب کے مضامین اہلسنت والجماعت کے خلاف اور جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں"۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کتاب میں ردِ رفض و شیعیت کے لیے طریقۂ اہل السنۃ والجماعت کے خلاف شیوۂ نواصب و خوارج کو اختیار کیا گیا ہے۔

دسمبر ۱۹۵۹ء میں جب کہ قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہٗ (۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) کا قیام مبارک لاہور میں تھا۔ کوئی صاحب یہ کتاب لائے۔ حضرت اقدس کی مجلس میں چونکہ فرقِ باطلہ کے رد میں کوئی نہ کوئی کتاب سُنانے کا معمول تھا۔ لہٰذا اسی خیال سے اس کتاب کی خواندگی شروع ہوئی۔ ابتدا ہی میں اس کتاب کے مطالب اور مقاصد کو بھانپ لیا گیا، اس لیے

مجلسِ عام کی بجائے نہایت محدود حلقے میں سُنی گئی۔

ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے برادر زادہ اور مجازِ طریقت حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ جن کی مسلسل خط و کتابت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا محدّث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے رہتی تھی، (مولانا حضرت شیخ رح کے تلمیذ رشید بھی ہیں) ان کا اکثر معمول تھا کہ حضرت اقدس رائپوری رح کے حالات و کوائف حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھتے رہتے تھے۔ حسبِ معمول انہوں نے اپنے مکتوب میں تحریر کیا کہ ان دنوں حضرت اقدس رائپوری رح کی مجلس میں ایک کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" پڑھی جارہی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رح نے بلاتوقّف فوراً جواب لکھا اور حیرت و اضطراب کا اظہار فرمایا کہ یہ کتاب اس قابل نہیں کہ حضرت اقدس رح کی مجلس مبارک میں سُنائی جائے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوبِ گرامی حسبِ ذیل ہے:

"مکرم محترم مولوی عبدالجلیل صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون! اس وقت جمعہ کے دن ۱۱ ۱/۲ بجے میر صاحب سے سرسری ملاقات ہوئی کہ ہجوم تھا۔ رسالہ پہنچ گیا مگر دستی پرچہ باوجود میرے سوال کے بھی کوئی نہیں دیا۔ اس کے بعد ڈاک آئی اور اس میں تمہارا کارڈ پرسوں بدھ کا لکھا ہوا ملا۔ اگرچہ اس وقت جمعہ اور ہجوم کی وجہ سے وقت تنگ ہے مگر چونکہ اس میں ایک تو نظام الاوقات میں یہ دیکھا کہ ایک کتاب خلافتِ یزید کے متعلق سُنائی جارہی ہے۔ اگر یہ وہی عباسی والی ہے تو ہرگز اس قابل نہیں کہ مجمع میں سنائی جائے۔ جو حدیث شریف سے واقف نہیں، تاریخ پر عبور نہیں، ان کو اس کا دیکھنا ہرگز جائز نہیں ہے، سخت گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اس بدنصیب نے دیدہ دانستہ عبارتیں مسخ کی ہیں۔ مثال کے طور پر لکھتا ہوں کہ حافظ ابن حجر رح کی تہذیب التہذیب سے یحییٰ کا قول نقل کیا ہے کہ حافظ نے ان سے یزید کی توثیق نقل کی۔ اب ذرا کوئی شخص اصل کتاب کو نکال کر دیکھے تو معلوم ہو کہ حافظ نے اس میں یہ لکھا ہے کہ یحییٰ جو ایک ثقہ آدمی ہیں، انہوں نے فلاں سے جو ثقہ ہے، یہ نقل کیا کہ میرے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے سامنے کسی نے   کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رح نے اس کے کوڑے لگوائے کہ تو یزید کو امیرالمؤمنین کہتا ہے؟ اس سے اندازہ کرلو کہ

اس جاہل نے اس کو یہ لکھا کہ حافظ نے یحییٰ سے یزید کی توثیق نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ مولانا محمد صاحب[1] کے وہاں ہوتے ہوئے بھی یہ کتاب حضرت کی مجلس میں پڑھی جا سکتی ہے۔ نہایت عجلت میں یہ سطور اس لیے لکھ دیں کہ میرجی صاحب آج جا رہے ہیں۔ ڈاک کا خط نہ معلوم کب تک پہنچے۔ حضرتِ اقدس کی خدمت میں سلام کے بعد دُعا کی درخواست"۔ فقط زکریا

۳ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

مولانا عبدالجلیل صاحب نے مکتوبِ بالا کے جواب میں عریضہ لکھ کر واضح فرمایا کہ کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" مجلسِ عام میں نہیں سُنی گئی بلکہ صرف چند مخصوص افراد کا حلقہ تھا۔ اس پر مزید حضرت شیخ الحدیث کا والا نامہ آیا۔ تحریر تھا:

"کتاب خلافتِ معاویہ (و یزید) کے متعلق تم نے لکھا کہ خواص کے مجمع میں پڑھی جاتی ہے لیکن جن خواص کا نام آپ نے لکھا، وہ بھی تاریخ و حدیث کے زیادہ ماہر نہیں ہیں اور اس کتاب میں بددیانتی سے کام لیا گیا ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ سے نماز کے پڑھنے کی قرآن پاک سے ممانعت کے مشابہ ہے"۔ فقط والسلام

زکریا مظاہر العلوم ا ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

کتاب "خلافتِ معاویہؓ و یزید" کے مندرجات سے حضرتِ اقدس رائپوری کو جو محبتِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ میں ڈوبے ہوئے تھے، کیسے اتفاق ہو سکتا تھا؟ یہ خواندگی تو محض معلومات کے لیے تھی۔ حضرتِ اقدس نے اپنے مخصوص انداز میں ایک مختصر اور بلیغ جملے سے اس کتاب کی تردید فرما دی۔ فرمایا: "ہمیں تو اہلِ بیت کرامؓ سے بھی محبت ہے"۔ انہی دنوں یہ بھی فرمایا کہ "میں تو ان سیدوں کا غلام ہوں لیکن شیعوں کا نہیں"۔ کتاب "خلافتِ معاویہؓ و یزید" دوبارہ کبھی حضرت والا کی مجلس میں دیکھی اور سُنی نہ گئی۔ حالانکہ پسندیدہ کتابیں مجلس مبارک میں بار بار پڑھی جاتی تھیں۔

علماءِ اہلِ سنت دیوبند نے برملا اس کتاب کی تردید کی اور اس کے مصنف کی فتنہ انگیزی سے عامۃ الناس کو آگاہ کیا۔ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمی طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ نے "شہیدِ کربلا اور یزید" لکھ کر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

---

[1] مولانا محمد صاحب انوری فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ
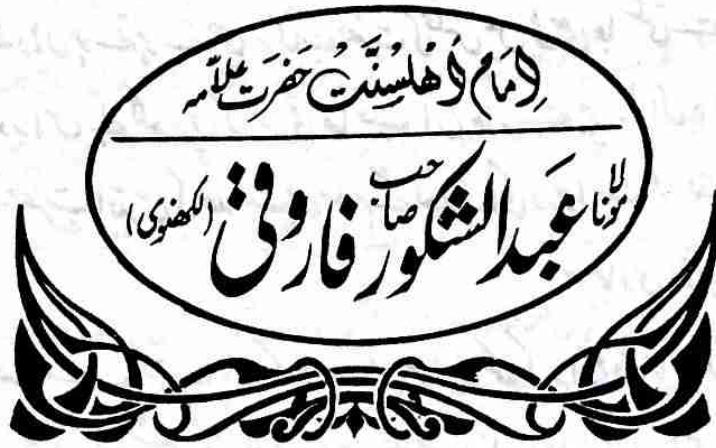
حضرت سرور میواتی - لاہور

....

رہنمائے اہلِ سُنّت حضرتِ عبدالشکورؒ　　مطلعِ انوارِ رحمت حضرتِ عبدالشکورؒ
صاحبِ نورِ بصیرت حضرتِ عبدالشکورؒ　　شہریارِ ملکِ حکمت حضرتِ عبدالشکورؒ

گوہرِ حق و صداقت حضرتِ عبدالشکورؒ
ہو خدا کی تجھ پہ رحمت حضرتِ عبدالشکورؒ

ملّتِ اسلام کے اے غم گسار دردمند　　پھینک دی تُو نے حصارِ رافضیت پر کمند
نسبتِ فاروقیہ کا کر دیا پرچم بلند　　ڈال کر بحرِ مصائب میں عزیمت کا سمند

قریہ قریہ دینِ حق کا بول بالا کر دیا
منہ روافض کا سرِ بازار کالا کر دیا

تُو نے تہذیبِ نوی کے کر دیے بُت پاش پاش　　کر دیے بے دست و پا سارے فرنگی بت تراش
عصمت و آنِ صحابہؓ پر نہ آنے دی خراش　　رافضیت کی دلہن کے کر دیے سب راز فاش

مرتبہ تیرا بڑھائے خُلد میں ربّ العلیٰ
اہلِ سنت والجماعت کے امامِ باصفا

بے بَدَل عالمِ مناظِر، بے غرض مضموں نگار
نورؒ کے مینار ہیں تیرے قلم کے شاہکار

کردیے مِسمار تُو نے خارجیّت کے حصار
کردیا زائل شرابِ قادیانی کا خُمار

سُنّیوں کے دُشمنوں کے رنگ پیلے کردیے
ہر مقابِل کی قبا کے بندِ ڈھیلے کردیے

کام عینک کا ہمیں دیتے ہیں اصحابِ کرامؓ
جس سے آتا ہے نظر ہم کو رسالت کا مقام

دین کو بخشا ہے کردارِ صحابہؓ نے دوام
بے صحابہؓ دین رہ جاتا ہے سارا ناتمام

یہ ذریعہ ہیں پہنچنے کا درِ اسلام تک
ان سے ہوتی ہے رسائی مصطفائی بام تک

اس لیے آنِ صحابہؓ کی حفاظت کے لیے
صاحبِ ممدوحؒ کوشش رات دن کرتے رہے

قریہ قریہ دِہ بدِہ صبح و مسا پھرتے رہے
جس جگہ پہنچے عدو کے دانت کھٹے کردیے

نیند کردی دشمنانِ دین کی تو نے حرام
اے امامِ اہلِ سُنّتؒ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

لی خبر "النجم" میں ہر کاذب و غدّار کی
توڑ کر رکھ دی کمر ہر قائدِ فجّار کی

دی جَلا کشتِ تمنّا میرزا مکّار کی
مُوجدِ بدعات کی مٹّی پلید و خوار کی

ہر اکھاڑے میں حریفوں کو شکستِ فاش دی
جس پہ ہر ذی ہوش نے کھُل کر تجھے شاباش دی

قابلِ صد آفرینش تھا تیرا ملّی جہاد
دشمنانِ دیں کیے تُو نے ذلیل و نامراد

قاطعِ بیخ تشیّع ہادمِ قصرِ فساد
حشر تک تیری رہے گی ہر دلِ مؤمن میں یاد

اہلِ سُنّت کا تحفّظ عمر بھر کرتے رہے
زندگی اس طور سے اپنی بسر کرتے رہے

ہماری چار اہم مطبوعات

قیمت -/۹ روپے

قیمت -/۵۴ روپے

قیمت -/۱۳۵ روپے

قیمت -/۹۰ روپے
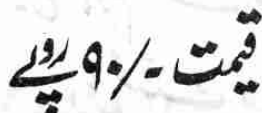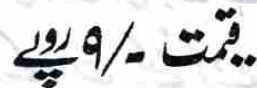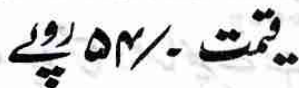
مکتبہ مدنیہ لاہور اہلسنت والجماعت علماءِ دیوبند کا ترجمان ادارہ ہے جو مسلک کی خدمت میں دن رات کوشاں ہے۔ اس ادارہ سے کتب خریدنا مسلک کے ساتھ ہمدردی ہے۔
مکتبہ مدنیہ لاہور علماءِ عظام، طلبہ کرام اور مدارس عربیہ کو خصوصی رعایت پر درسی وغیر درسی کتب فراہم کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ اور پاکستان

قائد اہلِ سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

پاکستان کا مقصد اسلامی نظامِ حکومت کا قیام تھا۔ چونکہ اسلام کا اصل الاصول کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اس لیے تحریکِ پاکستان کے دوران سب سے مؤثر اور عام فہم نعرہ جو لگایا گیا وہ تھا ـــــ پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور یہ حقیقت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ اس آخری امّت کے لیے کامل و مکمّل دینِ اسلام ربِّ کائنات نے بذریعہ وحی رحمۃ للعالمین خاتم النّبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دینِ اسلام ان مؤمنین کو حاصل ہُوا ہے جو بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم و تربیت پانے والے ہیں جو رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے عینی گواہ ہیں جو سفر و حضر کے ساتھی ہیں جو تبلیغ و جہاد کے ساتھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت و اطاعت میں جان و مال نثار کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم کے علوم و معارف رحمۃ للعالمین سے سیکھنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ جلوؤں کا مشاہدہ کرنے والے ہیں۔ انہی کے ذریعہ بعد کی امّت کو حضور خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن، اس کے اسرار و حکم اور اقوال و افعالِ نبویؐ پہنچے ہیں۔ وہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد کی امّت کے درمیان اصل واسطہ ہیں۔ انہی حضرات کو شرعی اصطلاح میں صحابہ کرامؓ کہا جاتا ہے اور انہی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حسبِ ذیل آیات نازل فرمائی ہیں:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں
اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ	اور جو لوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے
تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا	ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں (اور)

مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (پ۲۶ سورۃ الفتح آخری رکوع)

آپس میں مہربان ہیں (اور) اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ ان (کی عبدیت) کے آثار (ان کے) سجدہ کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں ان کے اوصاف (مذکورہ) توراۃ میں ہیں اور انجیل میں انکا یہ وصف (مذکور) ہے۔ الخ (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح)

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عليهم واثابهم فتحا قريبًا ومغانم كثيرةً يأخذونها وكان الله عزيزًا حكيمًا

(سورۃ الفتح ع ۳ آیت ۱۸-۱۹)

تحقیق اللہ ان مسلمانوں سے (جو آپ کے ہمسفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے (جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص اور عہد کو پورا کرنیکا عزم) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا (اس وقت) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی (مراد اس فتح سے فتح خیبر ہے) اور اس (فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی دیں جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے۔

(ترجمہ حضرت تھانوی رح)

(۳) والسبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهر خلدين فيها ابدا ط ذلك الفوز العظيم۔

(پ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب امت سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے میں) ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا (کہ ان کا ایمان قبول فرمایا) اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے (کہ طاعت اختیار کی جس کی جزا سے یہ رضا اور زیادہ ہو

گئے) اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی رح)

مذکورہ بالا آیات میں درجہ بدرجہ صحابہ کرام رض کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں جن میں چار یار رض باقی صحابہ کرام رض سے درجہ بدرجہ امتیازی شان رکھتے ہیں یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذوالنّورین اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہ چاروں صحابہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں رہے ہیں اور خصوصیت سے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رض کو غارِ ثور کی معیّت اور پھر قیامت تک کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مقدسہ میں معیّت حاصل ہے اور آپ کے ساتھ حضرت عمر فاروق رض کو بھی روضہ مقدسہ میں قیامت تک کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل ہے۔ یہ چاروں صحابہ رض بیعتِ رضوان میں بھی ہیں جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور یہ چار مہاجرین اوّلین میں سے بھی ہیں اور ان سب میں حضرت صدیق اکبر رض کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کا خصوصی شرف حاصل ہے۔

چنانچہ شاعرِ ملّت علامہ اقبال مرحوم نے حضرت صدّیق رض کی خصوصیات حسبِ ذیل اشعار میں نمایاں طور پر بیان کر دی ہیں ؎

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیم اوّل سینائے ما

ہمت او کشت ملت را چو ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

علاوہ مذکورہ آیات کے قرآن مجید کی آیت تمکین (سورۃ الحج) اور آیت استخلاف (سورۃ النور) سے ان چاروں صحابہ کرام رض کی موعودہ خلافتِ راشدہ ثابت ہوتی ہے بوجہ مہاجرین اوّلین میں ہونے کے۔ لیکن شیعہ اثنا عشریہ ان میں سے پہلے تین خلفائے راشدین رض سے انتہائی بغض و عداوت رکھتے ہیں اور ان کو العیاذ باللہ غیر مومن، منافق اور کافر تک قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ۔

پاکستان کے اثنا عشری شیعہ اور صحابہ کرام رض

یوں تو دورِ حاضر میں شیعوں کے نائب امام مہدی ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب نے بھی اپنی کتاب "کشف الاسرار" وغیرہ میں صحابہ کرام رض اور خصوصاً مذکورہ تین خلفائے راشدین رض کو مخالف قرآن قرار دیا ہے جیسا کہ مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (مقیم لکھنؤ) نے اپنی کتاب

"ایرانی انقلاب" میں ان کی باحوالہ عبارتیں پیش کردی ہیں لیکن ہم یہاں بطور نمونہ پاکستان کے بعض شیعہ مجتہدین کی تصانیف کے اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے اثنا عشری فرقہ کے نظریات واضح ہو جائیں گے۔

(۱) مولوی محمد حسین ڈھکو | پاکستان کے ایک شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودھا (فاضل عراق) لکھتے ہیں کہ :۔

"در اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلے میں جو کچھ نزاع ہے وہ حضرات اصحاب ثلٰثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کے بارے میں ہے۔ اہلِ سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔"

(تجلیاتِ صداقت طبع اوّل ص۲۰۱ ناشر انجمن حیدری چکوال طبع دوم ص۲۱۶)

(۲) "ان تمام صفات مذکورہ فی الآیات سے اصحابِ ثلٰثہ کے دامن خالی نظر آتے ہیں۔ نہ ان کے دامن میں ایمان کی دولت تھی نہ ان کے پاس خالص لوجہ اللہ ہجرت کا ذخیرہ ہے اور نہ ان کے ہاں کسی مالی و جانی جہاد کا ثبوت ملتا ہے۔" (ایضاً طبع اوّل ص۷۶ طبع دوم ص۸۳)

(۳) حضراتِ ثلٰثہ جو تیمی، عدوی اور اموی جو شجرہ ملعونہ فی القرآن کے افراد ہیں۔ ان کو پیغمبر کی ذات سے کیا ربط و تعلق ہے۔" (ایضاً ص۶۷)

(۴) خود نبی و علی نے قرآن بمطابق تنزیل الرحمٰن جمع کیا تھا مگر ثلٰثہ کی کرم نوازی سے امت مرحومہ اس کے دیدار سے آج تک محروم ہے اور نہ معلوم کب تک محروم رہے گی۔"

(ایضاً طبع اوّل ص۲۰۹ طبع دوم ص۲۲۵)

(۵) ثلٰثہ کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا۔" (ایضاً طبع اوّل ص۹۵ طبع دوم ص۱۰۲)

(۶) یہ سراسر شیعوں پر اتہام ہے کہ وہ حضرت ثانی (یعنی حضرت عمر فاروقؓ) کو کافر سمجھتے ہیں یا ان پر سب و شتم کرتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ ہم ان کو مومن نہیں جانتے۔

(ایضاً طبع اوّل ص۱۸۱، طبع دوم ص۱۹۲)

(۷) جناب امیر (یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ) خلافت ثلٰثہ کو غاصبانہ و جابرانہ اور خلفائے ثلٰثہ کو گناہ گار، کذاب، غدار، خیانت کار، ظالم و غاصب اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ

خلافتِ نبویہ کا حقدار سمجھتے تھے۔" (ایضاً طبع اوّل صـ۲۰۶ وطبع دوم صـ۲۳۱)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لکھا ہے کہ۔ "باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا نہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور۔" (تجلیات صداقت طبع اوّل صـ۴۷۸ طبع دوم صـ۵۵۷)

(۲) مولوی حسین بخش جاڑا

پاکستان کے ایک اور شیعہ مجتہد مولوی حسین بخش جاڑا (فاضل عراق مؤلف تفسیر انوار النجف مقیم لاہور، سابق دریاخان ضلع میانوالی) نے ایک فرضی مناظرہ بغداد کی روئیداد میں لکھا ہے کہ:

(۱) بے شک شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ (ثلٰثہ) دل و جان سے مومن نہیں تھے۔ البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ (مناظرہ بغداد صـ۵۷)

(۲) اسلام کے جرنیل اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: (انہوں نے) مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اسی رات اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا اور ظالم خالد نے مالک اور اس کی قوم کے دوسرداروں کے سر چولہے کی اینٹوں کی جگہ رکھ کر اوپر دیگ چڑھا دی اور اس زنا کا ولیمہ تیار کیا اور خود بھی کھایا اور فوج کو بھی کھلایا۔" (ایضاً صـ۹۹)

(۳) خالد سیف اللہ نہیں سیف الشیطان تھا۔ (ایضاً صـ۱۰۰)

(۳) مرزا حسن الحائری

ایک شیعہ مجتہد مرزا حسن الحائری الاحقاقی (جو عراق سے فرار ہو کر کویت میں مقیم ہیں) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا ترجمہ پاکستان میں بنام "مصباح العقائد" مبلغ اعظم اکیڈمی فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے بعض اقتباسات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) خلافت خلفائے ثلٰثہ شوریٰ کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ یہ جبر و تشدد کا نتیجہ تھا۔ خلافت حضرت ابوبکر صرف سات آٹھ آدمیوں کے اتفاق و طاقت کا نتیجہ تھی حالانکہ مسلمانوں کی اکثریت اس شوریٰ سے لاعلم تھی۔ (صـ۱۴۸)

(۲) خلفاء کی خلافت ظاہری سے اسلام کو سراسر نقصان پہنچا ہے۔ خلفاء صرف علم احکام ہی میں نہیں بلکہ علم سیاست حق و صداقت سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ خلیفہ اوّل کی خلافت کے پہلے ہی سال

خالد بن ولید نے اپنی غرض اور خواہش نفسانی کی وجہ سے مالک بن نویرہ اور اس کے خاندان کے چند افراد کو جو مسلمان تھے ان پر مرتد ہونے کی تہمت لگا کر قتل کر دیا اور اس رات ام تمیم زوجہ مالک سے ہم بستری کی اور اس طرح وہ ایک ہی رات میں قتل اور زنا جیسے گناہانِ کبیرہ کا مرتکب ہُوا لیکن خلیفہ اوّل نے نہایت سرد مہری کے ساتھ قصاص طلب کرنے والوں کو ٹال دیا اور اس طرح اس نے گناہِ عظیم سے چشم پوشی کی۔ خلیفہ ثانی کی خلافت میں مغیرہ بن شعبہ نے زنا کیا اور اس زناکار کے بجائے اس کے چشم دید گواہوں کو کوڑے لگائے گئے۔ حضرت علیؓ کے اعتراض کا بھی کوئی اثر نہیں ہُوا۔ یہ خلافتِ عمر کا زمانہ ہی تھا کہ معاویہ جیسا طالب دنیا امیرِ شام بن گیا۔ (ایضاً ص۱۶۹)

(مولوی غلام حسین نجفی) ایک شیعہ عالم مولوی غلام حسین نجفی (فاضل عراق) جنرل سیکریٹری وفاق علمائے شیعہ پاکستان نے اپنی کتاب "سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم" میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف "قرطاس ابیض" کے عنوان کے تحت نمبروار ایک سو بہتانات تراشے ہیں۔ بطور نمونہ بعض حسب ذیل ہیں:

(۱) جناب عمر نے ابوبکر کی غیر قانونی خلافت منوانے کی خاطر نبی کی بیٹی فاطمہؓ کو مارا جس سے بی بی کے شکم کا بچہ شہید ہوگیا۔ (سہم مسموم ص۴۲۸)

(۲) جناب عمر نے سیاسی غرض کی وجہ سے وفاتِ نبی کا انکار کیا تھا۔ (ایضاً ص۴۲۸)

(۳) جناب عمر کو لقب فاروق یہودیوں نے عطا کیا تھا اور یہ عطیہ عمر کے لیے کوئی فضیلت نہیں۔ (ایضاً ص۴۲۹)

(۴) جناب عمر کا موجودہ قرآن پر ایمان نہ تھا۔ (ایضاً ص۴۲۹)

(۵) جناب عمر نبی کی بیویوں پر آوازے کستا تھا جبکہ وہ رات کے وقت رفع حاجت کے لیے مدینہ سے باہر جاتی تھیں۔ (ایضاً ص۴۳۰)

(۶) جناب عمر شراب حرام ہونے کے بعد بھی شراب پیتے رہے۔ (ص۴۳۰)

(۷) جناب عمر کی دنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی (ص۴۳۰)

(۸) جناب عمر جہنم کا تالہ ہے (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیٹ ہوتا۔ (ص۴۳۱)

(۹) جناب عمر اپنی بیوی سے غیر فطری طریقے سے ہم بستری کرتا تھا۔ (ص۴۳۲)

(۱۰) جناب عمر نے متعۃ النساء کو حرام کیا تھا۔ (ص۴۳۲)

(۱۱) جناب عمر نے اپنے جگری یار مغیرہ بن شعبہ کو زنا کی سزا سے بچانے کی خاطر ایک گواہ کو غلط پٹی پڑھائی اور تین گواہوں پر حد تہمت جاری کی۔

(۱۲) جناب عمر نے خلیفہ سازی کے لیے شورٰی والی بدعت جاری کی۔ (ص ۴۳۵)

(۱۳) جناب عمر کی سیرت اور کردار جگہ جگہ سے زخمی ہے۔ جناب عمر نے قدم قدم پر شریعتِ اسلام کی مخالفت کی ہے۔ اولادِ رسولؐ کی دل آزاری کی ہے، خاصانِ خدا پر ظلم کیا ہے، اللہ کے پیارے نبیؐ کی مخالفت کی ہے، کسی کا ناجائز مال کھایا ہے۔ پس ایسا شخص خلافتِ رسولؐ کے پاکیزہ عہدے کے لائق نہیں ہے۔ الخ (ص ۴۳۷)

یہی مصنف اپنی ایک دوسری کتاب "قول مقبول فی اثبات وحدت بنتِ رسولؐ" میں قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے:

(۱) جناب ذوالنّورین نے اپنی بیوی ام کلثوم کی موت کے بعد ان کے مردہ کے ساتھ ہم بستری کر کے نبی کریم کو اذیت پہنچائی۔ (ص ۴۲۰)

(۲) جناب عثمان نے پہلی بیوی رقیہ کو قتل ہی نہیں کیا بلکہ دوسری بیوی امّ کلثوم کو اذیت جماع سے مار ڈالا تھا اور پھر خلیفہ ولید کی طرح اس کے مُردہ سے ہم بستری کرتا رہا اور پوری دُنیا میں یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے شرم و حیا کا بارڈر توڑ کر اپنی بیوی کے مُردہ سے ہم بستری کی ہے اور نبی کریم کو اذیّت دینے والا رحمتِ حق کا حق دار نہیں۔ پس شیعوں کے امام نے اس لیے فرمایا ہے کہ جس نے نبی کریم کو اذیّت دی ہے اے خدا تو اس پر لعنت بھیج۔ (ایضاً ص ۴۳۲)

(۳) پس عثمان نے اپنی مردہ بیوی سے ہم بستری کر کے نبی کریم کو اذیت پہنچائی اور شیعوں کے امام نے حکم دیا کہ رمضان میں یہ دُعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ الْعَنْ مَنْ آذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا اے اللہ اس پر لعنت کر جس نے تیرے نبی کو اذیّت پہنچائی۔ (ص ۴۲۳)

یہی مصنف آیت اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے تحت لکھتا ہے:

جس نے کفر کیا وہ ظالم ہے اور ثلثہ نبی کریم کے اعلان نبوت سے پہلے بہ سبب کافر و مشرک ہونے کے ظالم تھے۔ پس بحکمِ قرآن امامت کے لائق نہ رہے۔ ہماری دشمنی ان تینوں سے ذاتی نہیں بلکہ ہم حکمِ قرآن کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ پس بُت پرست بحکم قرآن ظالم ہیں اور امامت کے اہل نہیں۔ اگر

اہلِ دنیا نے ثلاثہ کو امام بنایا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اہلِ دنیا نے امام بنایا ہے۔ جناب ابوبکر اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کو اہلِ دنیا نے منصبِ امامت دیا ہے۔ اگر سُنّیوں کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو مانو۔ فرق کرنا بے انصافی ہے اور ہم اہلِ تشیع نے دونوں کو ٹھکرا دیا ہے۔ (جاگیر فدک ص۵۰۹)

اسی مصنف مولوی غلام حسین نجفی نے لکھا ہے کہ :۔

(۱) مکّہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاک نے اپنی ہم عمر بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ اماں بی سے اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچالی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص۶۴)

(۲) ایک خواب کی روایت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے : بی بی عائشہ کوئی امریکن میم یا یورپین لونڈی تو نہیں تھی کہ بہت دُور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا۔ (ایضاً ص۶۴)

یہی مصنف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لکھتا ہے :

بی بی حفصہ بدخلق تھی جیسا کہ مدارج النبوّت میں ہے کہ اس بد خلقی کے باعث حضورؐ نے اسے طلاق دے دی تھی اور طلاق کے بعد حضرت عمر نے سر میں خاک ڈالی تھی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص۱۲۳)

(۵) صحابہ کرامؓ کی مجلسِ شوریٰ کے خلاف | ہفت روزہ شیعہ لاہور مورخہ یکم جولائی ۱۹۸۸ء کے اداریہ میں بعنوان "نفاذِ اسلام" لکھتے ہیں :

"صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے شریعت نافذ کر کے پورے ملک میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ بات بھی غور طلب ہے کہ پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہوں اور اسلامی شریعت کے مطابق عمل کیا جائے لیکن چالیس سال گذر جانے کے باوجود اس پر عمل نہ ہو سکا۔ اب صدر مملکت نے گذشتہ تمام حکومتوں کے کردار سے مایوس ہو کر علمائے کرام کے مشورے سے شریعتِ اسلام نافذ کر دی ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کونسا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ حضرت نبی کریم کے بعد مجلس شوریٰ اور جمہوریت نے اکثریت کی بنیاد پر اسلام کی اصل صورت ہی بگاڑ دی ہے۔ لہٰذا اسلام کی اصل صورت اور احکامِ شریعت کا کس طرح نفاذ ہوگا۔ آخر کونسی شریعت اور کونسا اسلام رائج کیا جا رہا ہے۔

(۶) خلفائے ثلٰثہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ جہنّم میں جائیں گے | سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۶ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (جس دن

بعض چہرے سفید و نورانی ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہوجائیں گے) کی تفسیر میں ایک شیعہ مفسّر مولوی امداد حسین کاظمی نے لکھا ہے کہ:

"تفسیر صافی صـ۹۱ پر تفسیر قمی کے حوالہ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری اُمّت پانچ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ ایک جھنڈا اس امّت کے گوسالہ کا ہوگا۔ میں ان سے سوال کروں گا کہ میرے بعد میرے ثقلین کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا؟ (ثقلین یعنی قرآن اور اہلِ بیت جن کے بارے میں آپ نے وصیّت فرمائی تھی) وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (قرآن) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پسِ پشت ڈال دیا اور ثقل اصغر (اہل بیت رسولؐ) سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے بُغض رکھا اور ظلم کیا۔ میں کہوں گا تم بھوکے پیاسے جہنم میں جاؤ۔ تمہارے منہ کالے ہوں۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امّت کے فرعون کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور پھاڑ ڈالا ثقل اکبر کی بابت یہ ہے کہ ہم نے ان سے دشمنی کی اور ان سے لڑے تو میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ اور تمہارا منہ بھی کالا ہو۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امّت کے سامری کا آئے گا۔ ان سے بھی یہی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد میرے ثقلین سے کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے ثقل اکبر کی نافرمانی کی اور اسے چھوڑ دیا اور ثقل اصغر کی نصرت ہم نے چھوڑ دی اور ان کو ضائع کر دیا تو میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے جاؤ اور تمہارا بھی منہ کالا ہو۔"

(القرآن المبین تفسیر المتقین)

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اس "تفسیر المتقین" کا اشتہار ہفت روزہ شیعہ لاہور میں مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ شیعہ مورخہ ۱۶/۲۳ جولائی ۱۹۸۸ء صـ۹ پر اشتہار کی یہ عبارت درج ہے:

"یہ ترجمہ و تفسیر ائمہ معصومین کے اقوال کے مطابق ہے۔ تمام شیعہ علمائے کرام نے اس ترجمہ و تفسیر کی تائید کی ہے۔ یہ ترجمہ و تفسیر موجودہ زمانے کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ اتحاد بین المسلمین کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔"

آیت کی مندرجہ تفسیر میں جہاں گوسالہ فرعون اور سامری کے الفاظ لکھے گئے ہیں ان سے مراد

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ہیں۔ چنانچہ مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے قوسین میں خلفائے ثلثہ کے نام بھی لکھ دیے ہیں۔ چونکہ مذکورہ تفسیر کی تمام شیعہ علماء نے تائید کی ہے اور ان کے نزدیک یہ تفسیر المتقین ائمہ معصومین کے اقوال کے مطابق ہے اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام شیعہ علماء قرآن میں تحریک ہونے کے قائل ہیں اور خلفائے ثلثہ کو العیاذ باللہ گوسالہ، فرعون اور سامری قرار دیتے ہیں۔

دفاع صحابہؓ نہ کرنے والا ملعون ہے۔ (مجدد الف ثانیؒ) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کا ردِ شیعیت میں ایک مختصر سا کتابچہ ہے جو فارسی میں ہے اور اس کا ترجمہ "تائید اہلسنت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں حضرت مجددؒ نے اس وقت کے ایک شیعہ کتابچہ کا جواب دیا ہے۔ حضرت مجددؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل حدیث نقل کی ہے جس کے تقاضا کے تحت آپ نے یہ کتابچہ تصنیف فرمایا:

اذا ظهرت الفتن او البدع وسُبّت اصحابی فلیظهر العالم علمه ومن لم یفعل ذلك فعلیه لعنة الله والملئكته والناس اجمعین لا یقبل الله له صرفاً ولا عدلاً۔

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو اور میرے اصحابؓ پر سب و شتم ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیئے کہ وہ (اس دینی تکدر فضا کے دفعیہ کے لیے) اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی (اور اس کی توبہ اس کا فدیہ) اس کے فرائض و نوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے۔ (تائید اہلسنت ص)

یہ ارشادِ رسالت علماء و صلحاء و مشائخ کرام کے لیے تازیانۂ عبرت ہے کہ وہ اپنی زندگی اور اس کے مقاصد پر نگاہ ڈالیں اور جائزہ لیں کہ جب تحریری و تقریری طور پر صحابہ کرامؓ کی شرعی عظمتوں کو مجروح کیا جا رہا ہے اور روافض کا اصل مقصود یہی ہے جیسا کہ ان کی تصانیف کے مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے تو ان حالات کے باوجود اگر کوئی عالم، رہنما، عبادت گذار سُنی مسلمان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع نہیں کرتا تو کیا وہ اس حدیث کی مندرجہ وعید کا مصداق بن کر ملعون نہیں ٹھہرے گا؟ العیاذ باللہ۔

آئینۂ وفا

اس مختصر تحریر "صحابہ کرامؓ اور پاکستان" میں ہم نے کتاب و سنت کی روشنی میں ایک آئینۂ وفا پیش کر دیا ہے جس میں ہر شخص اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ ایک طرف رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ جنتی جماعت صحابہ کرامؓ کو رب العالمین

نے قرآن حکیم میں ان سے راضی ہونے اور ان کے لیے جنت تیار رکھنے کا واضح اعلان فرما دیا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اس جنتی جماعت کے خلاف اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے ہم نے آئینہ وفا پیش کر دیا ہے اور ہم سب کو اس آئینہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ سیاسی لیڈر ہوں یا دانشورانِ قوم، حزبِ اقتدار ہو یا حزبِ اختلاف، علماء ہوں یا مشائخ، اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں کہ آیا وہ صرف اپنی ذات اور پارٹی کا تحفظ کر رہے ہیں یا جنتی جماعت صحابہؓ کی قرآنی عظمتوں کا تحفظ بھی ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل ہے؟

وما علینا الا البلاغ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں ہمیں ہے حکم اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حق چار یار رضی اللہ عنہم

اہلِ سُنّت کا نشاں "حق چار یارؓ" ملّتِ بیضا کی جاں "حق چار یارؓ"

دین کی آواز ہے "حق چار یارؓ" اہلِ حق کا ناز ہے "حق چار یارؓ"

اس کا چرچا گلشن و گلزار میں وادیوں میں شہر میں کہسار میں

گونج اس کی ہر گلی بازار میں رُعب اس کا ہر دل اغیار میں

یہ لقب محبوب ہے مطلوب بھی اہلِ دل کے ہاں یہ ہے مرغوب بھی

قطبِ عالم حضرت امدادؒ ہوں حضرتِ نانوتویؒ حق یاد ہوں

سب کی تصنیفات میں ہے "چار یارؓ" یوں معظّم ہے ندائے "چار یارؓ"

اس کا شہرہ از زمیں تا آسماں یہ صدا ہے کامیاب و کامراں

اس کی عظمت قلبِ مومن میں عیاں ہیبت اس کی رُوحِ باطل میں نہاں

خیز از خوابِ گراں اے سُنیاں!

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب

امیر تحریک خدام اہل سُنّت — لاہور

مُسلمانوں کے لیے راہِ عمل

****

"ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کریں۔ دُنیا کی تنگی سے نجات دے کر وسعت وکشائش کی راہ دکھائیں۔ ظلم و جور سے بچا کر عدل و انصاف کی فضا میں لائیں۔ بنی آدم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ان کے درمیان برادرانہ محبت قائم ہونی چاہیئے۔ ہماری نظر میں انسانوں کے درمیان شریف وکمین کی تقسیم صحیح نہیں ہے۔ ہم انسانوں کی خود ساختہ اونچ نیچ کے قائل نہیں ہیں۔ ہم تمام آدمیوں کو ایک ہی اصل کی شاخیں سمجھتے ہیں اور سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ ملک گیری اور کشور کشائی ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہم انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے آئے ہیں۔ اگر ہماری بات مان لی جائے تو ہم واپس لوٹ جائیں گے۔"

مذکورہ بالا الفاظ میں عرب قاصدوں نے امرائے ایران اور شاہِ ایران کے سامنے اپنے مقاصد پیش کیے۔ یہ خلفائے راشدین رضؓ کے مبارک عہد کا واقعہ ہے۔ مسلمان جب سرزمین عرب سے باہر نکلے اور روما و ایران کی حدود میں داخل ہوئے تو ان کے دلوں میں یہی پاک خیالات تھے اور وہ نوع انسانی کی خیرخواہی وہمدردی کے غیر معمولی جذبات اپنے سینوں کے اندر رکھتے تھے۔ ملکوں کا فتح کرنا، سلطنتیں قائم کرنی، مال و دولت کے انبار لگانے اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنا انکا مقصد نہ تھا۔ درحقیقت وہ نوع انسانی کی پریشانیوں سے دلگیر تھے۔ انکا مقصود یہ تھا کہ ظلم و ستم کے مارے ہوئے انسانوں کو امن وسکون اور راحت و آرام نصیب ہو۔ سلاطین و امرا کی چوکھٹوں پر جھکے ہوئے سروں کو اٹھا کر وہ رب العالمین کے سامنے سربسجود کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہر قسم کی مشکلیں عوام الناس کی راہ سے دُور کرنا چاہتے تھے۔ اپنی راحت و آرام کا ذرہ برابر بھی خیال نہ تھا بلکہ ان کی دلی آرزو تھی کہ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچائیں۔ وہ شاہانہ شکوہ و جبروت سے نا آشنا اور امیرانہ عیش وعشرت سے کوسوں دُور تھے۔ ان کے حکمرانوں کو بادشاہت کا لفظ بھی گوارا نہ تھا۔ وہ موٹا جھوٹا کھا کر اور پھٹا پرانا پہن کر انسانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ کسی معاملے میں اپنی فوقیت اور ترجیح کے روادار نہ تھے بلکہ ملک کے معمولی سے معمولی باشندے کی ضرورت کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے تھے اور سارے ملک کو کھلا کر خود کم سے کم پر گزر کرتے تھے۔ (مولانا عبدالسلام قدوائی مرحوم) ○

مجلہ "حق چار یارؓ" !

ہے مجلہ کیا عجب! موسومہ "حق چار یارؓ" — جس کی آب و تاب پر عقدِ ثریا ہو نثار!
ملتِ بیضا کو ہے اس کی اشاعت نیک فال — لاجرم چھنٹ کر رہے گا رُوئے عالم کا غبار
ذی صفات و محترم قاضی (میاں) مظہر حسین[1] — مخزنِ علم و ادب کا ہے یہ نادر شاہکار
مرحمت ربِّ جہاں سے ہو انہیں طولِ حیات — گلشنِ دینِ متیں یوں ہی رہیں یہ آبیار
ہیں کہ جو ان کے معاون اور جملہ کارکن — رحمتِ حق سے رہیں باعافیت لیل و نہار
کیسی! تحریرات ہوتی ہیں رسالے میں عجیب — جن سے تاویلات جھوٹوں کی ہوں یکسر تار تار
جس سے مختص ہے کہ ہو نا حق و باطل کی تمیز — یہ رسالہ عام ذہنوں میں کرے گا وہ نکھار
حسرتا! ان کی ضلالت از پئے نفسانیت — بلبلاتے ہیں کہ جو مانندِ اُشترِ بے مہار
کرلیا افعالِ ممنوعہ کو جائز اور مباح — چھاپ ہے سلام کی اور شیطنت ہے کاروبار
عنصرِ بد سے بپا ہے ہر طرف جو شور و شر — دفع میں اس کے عطا ہو نصرت اے پروردگار!
ہمتیں ہوں خادمانِ دین کی یارب بلند! — ان کی تدبیرات کے ہوں تیر با ہمت شکار
تیری رحمت سے ہو یارب! جلد انہیں خوشتر حیات — جن کے سینے ہو رہے ہیں آرزوؤں کے مزار

اے خدا! صد عجز ہے بیچین کی یہ التجا!
باچمن زارانِ دینی ہو وہی سابق بہار!

بیچین رجپوری (بدایونی)

---

[1] قائد اہلسنت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی، بانی تحریک خدام اہلسنت پاکستان

جنابِ مولانا قاری قیام الدین الحسینی صاحب، ناظم تعلیمات و تبلیغ ادارہ
اشرفیہ فیض القرآن وخطیب جامع مسجد حضرت سیدنا عثمان غنیؓ پنڈ دادنخان (جہلم)

ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور ہر ماہ برادرِ عزیز القدر جناب شبیر احمد خان میواتی زید مجدہم کی وساطت سے باقاعدہ مل رہا ہے۔ حلقۂ احباب میں جس نے بھی رسالہ دیکھا اور پڑھا، مسرور ہُوا اور تعریف کی اور خریدار بنا۔ الحمد للہ اس وقت پنڈ دادنخان میں ہر ماہ ایک صد پرچہ آ رہا ہے۔ ربیع الاول کے شمارہ کے سبز رنگین ٹائٹل نے تو گویا دل موہ لیے اور گنبدِ خضرا کی یاد تازہ کر دی۔ یہ اثرات مندرجات کی حقانیت کے ہیں۔ ایک عرصہ سے ملک میں ایسے رسالہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کے مضامین و مقالات میں قرآن و سُنّت کے عینی گواہان صحابہ کرام اور اہل بیت عظام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی محبّت و عقیدت، ایمان و اخلاص، ثبات و استقلال، جوانمردی و شجاعت، فیاضی و سخاوت کا نور موجود ہو تو ان پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات و اتہامات کی تردید بھی ہو۔ جمہور علمائے اہلسنّت والجماعت کا تحقیقی سرمایہ ہو تو اپنے اسلاف پر اعتماد کی قوّت بھی ہو۔ وہ اہلِ علم کو سیراب کرے تو عوام بھی اس کی سلیس تحریر کے فہم سے قاصر نہ ہوں۔ جو صراطِ مستقیم کی بلا مصلحت کوشی جرأت سے رہنمائی کرے۔ اندازِ تحریر نہایت شستہ اور ناصحانہ و مصلحانہ ہو۔ جس کے مضامین مستند عالمِ دین اور ولیٔ کامل کے تربیت یافتہ شخص کی غائرانہ نظروں سے گذر کر منظرِ عام پر آئیں۔ یہ ضرورت اس رسالہ (حق چار یارؓ) سے بڑی حد تک پوری ہو رہی ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک حمداً کثیراً۔ ہمارے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم

دیو بند نے کیا خوب فرمایا کہ "پرندہ کی پرواز کا انحصار دو پروں پر ہے۔ ان میں سے ایک بھی کاٹ دیا جائے تو وہ اُڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح اہل سنت والجماعۃ کے ایمان کے دو پر ہیں۔ (۱) احترام صحابہ کرام اور (۲) محبت اہلِ بیت نبوت" ان دو میں سے کسی ایک میں بھی نقص پیدا ہو جائے تو ایمان نقص پذیر ہو کر رہ جاتا ہے" مولانا نانوتویؒ نے اس مقولہ میں ارباب عقلِ سلیم و فہم مستقیم کے لیے ایک عظیم درس عبرت ہے! ایمان کے یہ دونوں پر جس طرح تنقید و تنقیص کے تیروں سے زخمی ہو رہے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اپنے اسلاف کی روش سے انحراف اور آزاد خیالی کی مکروہ صورتیں آج ہم کھلی آنکھوں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ رفضِ جلی کا محاذ تو سب کو معلوم ہے ہی رفضِ خفی کے نام نہاد سنی علمبردار بھی صحابہ کرامؓ سے اعتماد اٹھا کر عوام کو بے راہ کرنے میں سرگرم ہیں۔ دوسری طرف عباسی گروہ اہلِ بیت کے خلاف نفرت کا زہر گھول رہا ہے۔ جب کوئی مردِ حق اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو اسے فرقہ واریت کے بھوت کی بھینٹ چڑھا کر اور تاریخی حقائق سے جاہل قرار دے کر دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گویا رفضِ جلی "حب اہل بیت" کا خوشنما نعرہ لگا کر گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے اور رفضِ خفی تاریخ کی تشنۂ تحقیق روایات کی آڑ میں اور خلافت و ملوکیت کے مابین فرق کی اہمیت و ضرورت کا جھانسہ دے کر قرآنی تعلیمات اور نبوی ارشادات کے علی الرغم احبابِ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کردار کشی پر ادھار کھا رہا ہے۔ رہی سہی کسر محمود عباسی (کراچی) کے وفادار چیلوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں (حضرات سیدنا علیؓ سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم) کے عزت و آبرو کے آئینہ کو چور چور کر کے نکال دی۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم"

نا معلوم یہ محبتِ رسول کی کونسی قسم ہے؟ اگر ننگ اہلسنت ایسے عناصر اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایمان و عمل، شرافت و مروت اخلاق و اوصاف کے اعتبار سے ان کا اپنا کیا وزن ہے تو کبھی ایسا نہ کرتے اور ساری زندگی اپنے ہی کانٹے چنتے چنتے گذر جاتی ؎

لگی اپنے گناہوں کی جب سے خبر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

مگر افسوس جھوٹی شہرت اور ناموری کے سہارے اپنے آپ کو علامہ، محقق، فصیح، ادیب، مورخ کہلوانے والے خود فراموشی اور خود فریبی کی دلدل میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں جس سے اہل اللہ کی جوتیاں

سیدھی کیے بغیر نکلنا نہایت مشکل ہے۔ کتنا ستم ہے کہ نام نہاد شیخ الاسلام عباسی (کراچی) کے چیلے سیدنا علیؓ کی خلافت کو نام نہاد اور سیدنا حسینؓ کو باغی قرار دے کر یزید کو خلیفہ راشد منوانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نظر حسینؓ کو تو تمام محدثین و فقہائے کرام کی تحقیق سے ہٹ کر صحابی ماننے کو بھی تیار نہیں اور یزید کو صالح اور اس سے کئی قدم آگے خلیفہ راشد تسلیم کرتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کی طرح بڑی معکوس ذہنیت کے مریض ہیں، جنہوں نے نہ مانا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی اور ماننے پر آئے تو ایک بچھڑے کو انسان تو کیا معبود بنا لیا

بریں عقل و دانش بباید گریست

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ اس کی بہاریں اور رعنائیاں عارضی و ناپائیدار ہیں۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر خدائے لم یزل کی اعلیٰ عدالت میں پیش ہونا ہے۔ اگر ان گندے نظریات کی پاداش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہو گئے تو آخر انجام کیا ہوگا؟

پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

راقم السطور کو اپنی علمی و عملی بے بضاعتی کا کھلے دل سے اعتراف ہے۔ بعض چہرے اس تحریر سے ضرور مرجھائیں گے لیکن اس سے کسی کی دل آزاری مقصود ہے نہ کسی پر طعن و تشنیع۔ اپنے لائق اساتذہ کرام سے جو پڑھا سنا اور اکابر کے جو حالات و تحقیقات مطالعہ میں آئیں اس کے پیش نظر محض اصلاحی جذبہ سے لکھا ہے ورنہ "من آنم کہ من دانم"۔ اہل سنت والجماعت اکابر دیوبند سے سچا تعلق رکھنے والے تمام دوستوں سے عرض کروں گا کہ جو ایمان و عمل کی راہیں یہ حضرات متعین فرما گئے اس پر سختی سے قائم رہیں اور دینی اجتماعات و جلسوں میں غیر محتاط مقررین سے اس سلسلہ میں گرفت کریں۔ سبائیت کا محاذ ہو یا کہ خارجیت کا، اس کے خلاف کام کرتے ہوئے اکابر کا مسلکی مثالی اعتدال بہر حال ملحوظ رہے اسی میں ایمان کی سلامتی ہے اور عوام الناس کے صاف اذہان کی حفاظت ہے۔ ماہنامہ "حق چار یارؓ" مسلک اہلسنت کا ترجمان ہے۔ اس کے سرپرست ہماری خوش بختی سے قائد اہلسنت مظہر شریعت و طریقت مجاہد ملت یادگار اکابر حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ بانی تحریک خدام اہلسنت پاکستان کا وجود لبا غنیمت ہے۔ ادام اللہ ظلہ علی رؤس المسلمین ومتعنا بفیوضہ وبرکاتہ۔ بزرگوں کے باہمی سیاسی و فروعی اختلافات کے پیش نظر جو اہل علم کے درمیان ناگزیر ہیں ہم جیسے اصاغر کو کسی کے بارے میں

غیر مہذب و ناشائستہ زبان استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ ہمیں ان میں اگرچند کوتاہیاں نظر آئیں تو ذرا اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیئے کہ ہم کیا ہیں۔ درحقیقت یہ نتیجہ کسی متبع سنت مرشد سے اپنی باطنی امراض پیش کر کے مداوا نہ کرنے کا ہے۔ اپنے شاندار ماضی پر نگاہ ڈالیں تو ظاہر ہو گا کہ ہمارے اکابر کا نام جن کی برکت سے ہم روٹیاں کھا رہے ہیں اور جن کے ساتھ تعلق کی بنا پر مسلمان برادران ہماری تکریم کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں چوم کر نرم بستروں پر جگہ دیتے ہیں صرف درس نظامی پڑھنے پڑھانے اور تقریر و وعظ سے زندہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نور طریقت سے اپنے دلوں کی اجڑی ہوئی دنیا کو آباد کرنے سے زندہ ہے۔ ہمارے اکابر کے زمانے میں دارالعلوم دیوبند میں مہتمم سے لے کر چپڑاسی تک روشن ضمیر لوگ ہوتے تھے۔ جب رات اپنی ابتدائی کروٹیں لے چکتی تو یہ اپنے بستروں کو چھوڑ کر سناٹے میں اللہ رب العزت کے سامنے جبہ سائی کرتے اور اس انداز سے ذکر کی ضربیں لگاتے تھے کہ سنگدل شخص کے دل کی قساوت و ظلمت بھی چھٹتی نظر آتی تھی۔ باری تعالیٰ ہم سب کو اکابر پر راسخ اعتماد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جناب ابو عمر اشتیاق حسین صاحب عثمانی، ناظم اطلاعات و نشریات

جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ للدعوۃ والارشاد، متحدہ عرب امارات (ابوظہبی)

میں گذشتہ سال ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) کے اختتام پر وہاں سے فراغت کے بعد حضرت قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی زیارت باسعادت و قدم بوسی کے لیے چکوال حاضر ہوا اور میں پہلی ملاقات میں ہی آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اگر چکوال میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ کا وجود بابرکت نہ ہوتا تو آج چکوال پورے کا پورا شیعہ ہو چکا ہوتا اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کا اسلاف رح کے نقوش پر سختی سے ثابت قدم رہنا اس دور میں اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی ذی شعور عاقل انسان حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی مسلک حقہ کے لیے بے پناہ خدمات کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ پاک حضرت قاضی صاحب مدظلہ کا سایہ تازیست ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

اور اب جو آپ نے اپنے مقدس مشن کو پھیلانے کے لیے ماہنامہ حق چاریار رض کا اجراء فرمایا ہے

یہ نہایت مستحسن اقدام ہے میں اس پر اپنی طرف سے اور خلیج میں مقیم لاکھوں صحابہ کرام رضؓ کے جاں نثاروں و مداحوں کی جانب سے ہزار ہزار بار مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے "حق چار یار رضؓ" جاری فرما کر برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ صحابہ کرام رضؓ کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لیے تمام مسلمانوں کو اپنے فروعی اختلافات کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے متحد و منظم ہو کر پوری قوت و جرأت کے ساتھ رافضیت کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ماہنامہ حق چار یار رضؓ کے ذریعہ سے سُنّی مسلمانوں کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرائیں کہ وہ اپنے بچوں کے نام حضرات صحابہ کرامؓ کے ناموں جیسے رکھیں۔

مختصر یہ کہ پرچہ کے مضامین نہایت معیاری اور سرورق انتہائی خوبصورت ہے اور "خدام اہلسنت کی دُعا" (منظوم) تو بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ "حق چار یار رضؓ" کو کامیاب و کامران فرمائیں (آمین)

جناب ابوخالد عبدالرشید صاحب لاہور

حقیقتوں اور صداقتوں کے امین ماہنامہ حق چار یار رضؓ" لاہور میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے جس طرح ایرانی انقلاب کے فتنے کا محاسبہ فرمایا ہے اس سے ان کے نام نہاد اسلام کی قلعی کھل گئی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ پر مضمون نہایت معلومات افزا تھا۔ رسالہ ہر لحاظ سے معیاری ہے۔ توقع ہے کہ اسے عوام الناس میں قبولیت خاصہ حاصل ہو گی۔ اب جبکہ فتنۂ سبائیت شام، لبنان اور پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ان تحریروں کو ہر کہ و مہ تک پہنچایا جائے۔ بارگاہِ ربی میں دُعاگو ہوں کہ وہ حضرت قاضی صاحب اور ان کے رفقاء کی مساعی کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور مسلمانوں کو حضرات صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب حافظ صاحب لدھیانوی فیصل آباد

حق چار یار رضؓ کا اکتوبر کا شمارہ موصول ہوا۔ متنوع مضامین خوبصورت گلدستے کے رنگا رنگ پھول ہیں جن کو آپ نے بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت جزوِ ایمان ہے۔ جس دل میں حضور اکرمؐ کے صحابہؓ کی محبت نہیں اس کا دل حضورؐ کی محبت اور ایمان سے خالی ہے۔ آپ کا یہ کارِ خیر محبوب رب العالمین کی خوشنودی کا موجب ہے۔ جس کو خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو جائے وہ خوش نصیب ہے۔ اہلِ تشیع کے میل جول سے ایمان میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ نقل کر رہا ہوں

"چہ فرقہ ایست کہ بنیادِ آن فرقہ بر سب و شتم صحابہ رسول است

ایک ہی جملہ میں حضرت مجددؒ نے ان کی عقائد کی بیخ کنی کر دی۔

بیدل رحمۃ اللہ کا شعر ہے ؎

ستم می پرورد آغوشِ گل از خار پروردن ۔۔۔ زبانے راکز ذکارے درود آید بہ سب

جس زبان سے درود پڑھتا ہے اس سے گالی گلوچ بھی کرتا ہے۔

اس ضمن میں انشاء اللہ مضمون میں ایک دو واقعات ان کی خباثت باطنی کے درج کروں گا۔ بہرکیف آپ کے کارکنان اور ساتھی اس کارِ خیر کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اعلائے کلمۃ الحق سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

جناب مولانا مفتی صدیق الرحمٰن صاحب (فاضل دیوبند) خطیب مرکزی جامع مسجد حنفیہ مری

ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ملا۔ بالاستیعاب مطالعہ کرکے روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ موجودہ پرفتن دور میں حق کی آواز عوام الناس تک پہنچانا جہاد ہے۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی پھیل رہی ہے۔ متفق علیہ مسائل کو لفاظی کے ذریعہ باعث نزاع اور مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کیا جا رہا ہے۔ اس کی روک تھام تب ہی ہو سکتی ہے جب علماء حق کمربستہ ہو کر حق کو سربلند کرنے کے لیے میدان میں آئیں جیسا کہ جناب قاضی صاحب آئے ہیں۔

سورج کسی کی مدح سرائی کا محتاج نہیں ہوتا۔ خوشبو آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ میں نے اور قاضی صاحب نے دورہ حدیث دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (اور دیگر اجلا علماء زمانہ) سے ایک ساتھ پڑھا ہے۔ یہ رفاقت ایک ہی سال رہی تاہم موصوف

بالکل میرے داہنے پہلو میں بیٹھنے والے رفیق تھے۔ فراغت کے بعد انہوں نے اپنے علم و عمل اور تقویٰ کی بنا پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کر لی اور دنیا علم و عمل میں یکتائے زمانہ ہوئے آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر مرحوم نے "آفتاب ہدایت" لکھ کر علمی دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ شیعہ کے رد میں کتاب اسم بامسمٰی ہے اور دُور دُور تک وہ مناظرے کے لیے بھی مدعو کیے جاتے تھے۔

قاضی صاحب کی ذات کتاب نہیں بلکہ مجسمۂ آفتابِ ہدایت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے اور دینی خدمت کی مزید مہلت دے۔

رسالہ میں موصوف کے مضامین اور مقالات علمی شہ پارہ ہیں جن سے اہلسنّت والجماعت خصوصاً مسلک علماء دیو بند کو بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ موصوف سے فیض یاب ہو رہے وہ خوش نصیب ہیں۔

میری استدعا ہے کہ موصوف اور بھی موضوعات اور مسائل حاضرہ پر اظہار رائے فرماتے رہیں جن سے سُنّی مسلمانوں کی صحیح رہنمائی ہوتی رہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ جناب قاضی صاحب اور رسالہ ہٰذا کے جملہ اراکین کی مساعی کو قبول فرمائیں آمین۔

جناب چراغ الدین صاحب فاروقی ایم۔اے (اردو) فاضل فارسی سی کام ایم۔پی۔ ایف (لندن) ایس۔اے۔ ایس اکاؤنٹنٹ، سرپرست انجمن صوت الاسلام شیخوپورہ

کافی عرصہ ہوا میں نے اپنے کئی احباب کی خدمت میں خطوط لکھ کر معلوم کیا تھا کہ کیا پاکستان میں "دفاعِ صحابہؓ اور ردِّ شیعیت" کے موضوع پر کوئی پرچہ شائع ہوتا ہے؟ ایک دوست کے جواب سے معلوم ہوا کہ بھکر سے ایک ماہانہ پرچہ "مناقب" کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں بعد میں معلوم ہوا کہ فیصل آباد سے ادارہ اشاعت المعارف کے تحت ایک غیر معیاری و غیر رجسٹرڈ چند ورقی پرچہ "اصحابؓ رسولؐ" چھپتا تھا جو اب عملاً بالکل بند ہو چکا ہے۔ واضح ہو کہ اسی ادارہ سے ہر سال "خلافت راشدہ جنتری شائع ہوتی ہے۔ تازہ جنتری میں حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کے نظریات کے خلاف ایک طویل مضمون شائع کیا گیا ہے جس میں لفظ "یار" پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ یاد رہے خلافت راشدہ جنتری میں چھ (۶) خلفاء کو خلفائے راشدین شمار کیا گیا ہے جبکہ ہم نے آج تک چار خلفائے راشدینؓ ہی پڑھے سُنے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ "ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد" اور "ادارہ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور" کے نظریات میں تفاوت ہے ۔

ہفت روزہ "ترجمان اسلام لاہور" میں ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور پر محترم سید احمد حسین زید کا تعارف و تبصرہ پڑھا ۔ بے حد مسرت ہوئی ۔ فوری خط لکھ کر "حق چار یارؓ" کے گذشتہ شمارے طلب کیے ۔ ملنے کے بعد بلااستیعاب مطالعہ کیا ۔ ماشاء اللہ حق چار یارؓ کو صوری و معنوی دونوں لحاظ سے بہت خوبصورت اور معیاری پرچہ پایا ہے ۔ سرورق حضرت سید نفیس رقم کی شگفتہ ترین خطاطی پر مشتمل ہے ۔ پرچے کا کاغذ، لکھائی، چھپائی بہترین ہیں ۔ نثر کے ساتھ ساتھ نظم کو بھی نمائندگی دی جا رہی ہے ۔ پرچے کے مضامین تحقیقی، مفصل و معتدل اور جامع ہیں ۔ حضرت قاضی صاحب کا اداریہ "موت الخمینی" بہت معلوماتی اور خاص مطالعہ کی چیز ہے بسرورق کے اندرونی صفحہ پر خدام اہلسنت کی دُعا بہت خوب ہے

ع ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مستقل کالم "ماہنامہ حق چارؓ لاہور پڑھنے والے لکھتے ہیں" کا سلسلہ بہت پسند آیا ۔ اس طرح ایک تو اہل علم طبقہ سے قارئین کرام کا تعارف و ربط بڑھتا ہے اور دوسرے اہلِ علم حضرات کی آراء گرامی سے پرچہ کی وقعت میں اضافہ ہوتا ہے ۔ باریک کتابت جو ستمبر ۸۹ء کے شمارہ میں صفحہ ۵۶ تا ۶۵ کی گئی ہے اس سے احتراز کیا جائے ۔

الغرض مجموعی طور پر اس دَورِ پُرفتن میں "حق چار یارؓ" کا وجود مسعود بہت مستحسن، مُبارک، غنیمت اور اہم ہے ۔ ہماری دُعا ہے کہ "حق چار یارؓ" اپنے مقاصد جلیلہ میں ترقی کی منازل بسرعت تمام حاصل کرے، مسلمین کی تقویتِ ایمانی اور گمراہوں کی ہدایت کا موجب اور ذریعہ ہو اور دعا ہے اللہ تعالیٰ محترم حضرت قاضی صاحب، حکیم محمد طیب صاحب اور عزیز دوست شبیر احمد صاحب میواتی کو

ع ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں

کے مصداق تیز تر گامزن منزل ما دور نیست کا ساعی و عامل بنا ئے (آمین)

جناب مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب عباسی ۔ کراچی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ عرصہ دراز تک عملاً سیاست میں بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے رہے اور پھر سیاست سے علیحدگی اختیار کر کے تحفظِ ناموس صحابہؓ " کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور پھر

اس میدان میں آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی قربانیوں دکوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج دشمنانِ صحابہؓ پریشان ہیں۔ ان کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں عام نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ حضرت قاضی صاحب کی جدوجہد سے "خلافت راشدہ حق چاریارؓ" کا نعرہ آج پورے ملک کے ہر گوشے میں گونج رہا ہے اور "حق علی" کا نعرہ کم ہو رہا ہے اور اب آپ نے "حق چاریارؓ" ہی کے نام سے ماہنامہ پرچہ نکال کر منافقین پر ضرب کاری ودھماکہ کیا ہے۔ "حق چاریارؓ" نہایت معیاری پرچہ ہے۔ "حق چاریارؓ" چلانے میں آپ حضرات کو کتنی قربانیوں سے گزرنا پڑ رہا ہوگا یہ تو وہی جانتے ہیں جن کو کبھی صحافت سے واسطہ پڑا ہوگا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت بھی تو اسی وقت ہوتی ہے جب اس کی راہ میں قربانی دی جاتی ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو ان قربانیوں کے بدلے میں بے شمار اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

جناب پروفیسر غلام قادر صاحب ہراج گورنمنٹ مسلم کالج ۴۱/ج۔ب (فیصل آباد)

ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور کا مشترکہ شمارہ (جون، جولائی) موصول ہوا۔ ایک ہی نشست میں پورے رسالہ کا مطالعہ کیا۔ مجھے ایسے سیاست دانوں اور علماء دین پر انتہائی افسوس ہوا جو ایک گستاخِ صحابہؓ کے مرنے کے بعد اس کی شان میں قصیدہ آرائی کرتے رہے اور جن کے تعزیتی پیغامات رسالہ ھٰذا کے صفحہ ۳۸ تا صفحہ ۴۲ درج کیے گئے ہیں۔ انہیں اپنی سنی غیرت کا ثبوت دینا تھا مگر غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے انہوں نے بیانات دیے۔ کیا انہیں حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا یہ فرمان بھول گیا کہ۔ "تمام صحابہؓ ساری امت سے افضل، ان کے دل ساری اُمت کے دلوں سے نیک، ان کا علم ساری امت کے علم سے گہرا اور تکلف میں وہ سب سے کم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبیؐ کی صحبت کے لیے چُنا اور اپنا دین قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔"

ناقص رائے ہے کہ اس رسالہ میں خلفائے اربعہؓ کے فضائل کو زیادہ سے زیادہ جگہ دی جائے نیز ان کے دشمنوں کو بے نقاب کیا جائے۔

اظہار تعزیت

ادارہ ابلاغ علوم و افکار ملی کراچی کے صدر اور معروف سیرت نگار الحاج اقبال احمد صدیقی کی حقیقی ہمشیرہ عزیزہ (اہلیہ محمد اسرار صدیقی) واہ کینٹ راولپنڈی میں بعارضہ یرقان وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ دینِ حق کا مطالعہ اور ناموس امہات المومنینؓ کا اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔ امور خانہ داری کے بعد بیشتر وقت ذکر و فکر میں گزارتی تھیں پسماندگان میں دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ قاری محمد ایوب، پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد، قاری محمد مسلم غازی، پروفیسر محمد یامین محمدی، مولانا عبدالرشید انصاری، مولانا محمد آصف قاسمی، حاجی محمد اکرام الحق، قاری شاکر قاسمی، مولانا فیض محمد فیض نقشبندی، ابو عبداللہ شیخ ریاض ڈاکٹر فریدالدین بقائی، جناب اظہر حسن صدیقی اور اسلام الدین آغا دہلوی نے جناب اقبال احمد صدیقی اور دیگر اہل خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور رب العزت سے دعا کی ہے کہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (محمد فاروق حنفی، ناظم آباد کراچی)

ماہنامہ حق چاریار رض لاہور کے بارے میں

معاصر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک (پشاور) کی رائے

تبصرہ نگار۔ جناب مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی، مدیر معاون ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک

رفض و بدعت اور عداوتِ صحابہ رض اس دور کا عظیم تر اور امتِ مسلمہ کے لیے خطرناک فتنہ ہے۔ ایرانی انقلاب اور خمینیت کی ترویج اور تعارف، عظمتِ صحابہ رض ہی کے خلاف ایک منظم انقلابی سازش ہے۔ ایسے حالات میں جتنا بھی عظمت اور دفاعِ صحابہ رض پر لکھا جائے کم ہے۔ الحمدللہ کہ اہلسنت میں بیداری اور فکرِ امت کے جذبات اُبھر رہے ہیں۔ پیشِ نظر رسالہ "حق چاریار رض" بھی اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ دفاعِ صحابہ رض کا علم لے کر نکلا ہے۔ مختلف فرقوں، طبقوں، جماعتوں اور نام نہاد مذہبی سکالروں کی طرف سے صحابہ کرام رض پر خصوصاً خلفاء راشدین رض پر جو زبانِ طعن درازی جا رہی ہے ان کا دلائل و براہان سے رد کرنا اس رسالہ کے فرائض میں شامل ہے۔ یہ رسالہ تحریک خدام اہلسنت پاکستان کا ترجمان ہے اور اسے حضرت العلامہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی سرپرستی اور راہنمائی حاصل ہے۔ ہر شمارہ میں صحابہ کرام رض اور اہلبیت عظام رض کے سبق آموز واقعات اور پاکیزہ تعلیمات، مستند تاریخی حالات پر جامع مضامین اور اہلسنت کے خلاف ملکی اور عالمی سطح پر ہونے والی سازشوں کو وقیع تحریروں کے ساتھ بے نقاب کیا جاتا ہے اور آئے دن پیش آنے والے مسائل میں اہلسنت کی بھرپور ترجمانی کی جاتی ہے۔ ادارتی تحریریں بھی حضرت قاضی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ ترتیب و تزئین جناب شبیر احمد میواتی بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

بہرحال اس پرچہ کے مطلع صحافت پر طلوع ہونا ایک قابلِ قدر اضافہ اور لائقِ صد تبریک اقدام ہے۔ ادارہ "الحق" معاصر "حق چاریار رض" کو خوش آمدید کہتا ہے اور اس عظیم جہاد کے شروع کرنے اور اس پر سرگرمِ عمل رہنے کی توقعات کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس رسالہ کی اشاعت میں دل کھول کر حصہ لیں۔

ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک (پشاور)
(صفر المظفر ۱۴۱۰ھ / ستمبر ۱۹۸۹ء)

حضرت عمر فاروق رضؓ نے دُعا فرمائی:

"اے اللہ! میرے اوقات زندگی میں برکت دے اور انہیں صحیح طور پر صرف کرنے کی توفیق عطا فرما۔"
واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اس قدر نقصان رساں نہیں ہے جس قدر وقت کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب انسان وقت کو ضائع کرتا ہے تو وقت اسے ضائع کرتا ہے۔ (حکیم حافظ محمد سعید)

سُنّی تحریکِ طلبہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیرِ اہتمام ایک روزہ
عظیم الشان
جہاد افغانستان کانفرنس
مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۹ء
بروز جمعرات، بعد از نمازِ عشاء
بمقام
جناح ہال بلدیہ
گوجرانوالہ
زیرِ سرپرستی
زیرِ نگرانی
عبدالحق خان بشیر
قاضی مظہر حسین
محمد سرفراز خان صفدر
عبداللطیف جہلمی
مفتی محمد عیسیٰ
سید انور حسین نفیس رقم
قاری سیف اللہ اختر
عبدالقدوس خان قارن
مفتی فخر الدین
مفتی عبدالشکور کاشمیری
مہمانانِ خصوصی
سید عصمت شاہ کاظمی
عزیز الرحمٰن ہزاروی
ارسلان رحمانی
عزیز الرحمٰن خان شاہد
نور حسین عارف
اشفاق حسین منیر
زاہد الراشدی
محمد نواز بلوچ
سید احمد حسین زید
عبدالقیوم طاہر
شبیر احمد میواتی
عبدالرشید وڑائچ
سید سلمان گیلانی
امتیاز احمد
اختر مسعود ساجد چیمہ
نیو گلبرگ سوپ
شعبہ نشر و اشاعت سُنّی تحریکِ طلبہ گوجرانوالہ ڈویژن

صحابہ رضی اللہ عنہم

محمد ﷺ قمر ہیں ستارے صحابہؓ — ہمیں جان و دل سے ہیں پیارے صحابہؓ

خدا کو ہیں محبوب ان کی ادائیں — خدا کو ہیں محبوب سارے صحابہؓ

مئے عشق احمد ﷺ سے مخمور دائم — کتاب شریعت کے پارے صحابہؓ

کبھی لشکرِ کفر و باطل کے آگے — نہ سہمے نہ بھاگے نہ ہارے صحابہؓ

نہ پھسلے نہ بہکے نہ بھولے صحابہؓ — چلے راہِ حق کے کنارے صحابہؓ

شریعت کی کرتے ہیں سب ترجمانی — ہیں سیرت کے دلکش شمارے صحابہؓ

شریعت، طریقت، حقیقت، ولایت — ہیں ہر فن کے جامع ہمارے صحابہؓ

برائے حصولِ رضائے الٰہی — پھرے ہر طرف مارے مارے صحابہؓ

شہِ دوسرا کی غلامی ہیں کرتے — بہشتِ بریں کے نظارے صحابہؓ

رہِ دینِ یزداں میں لڑتے لڑاتے — سوئے باغِ جنت سدھارے صحابہؓ

کتاب و حدیث و خلافت کے سرور

سمجھتے تھے سارے اشارے صحابہؓ

حضرت سرور سواتی